الاعلام فی السلام الواحد فی الصلاۃ علی اہل الاسلام

نمازِ جنازہ

میں ایک طرف ہی سلام پھیرنا مسنون ہے

www.KitaboSunnat.com

تالیف

ابو زبیر محمد ابراہیم ربانی حفظہ اللہ

نظرِ ثانی

فضیلۃ الشیخ ذوالفقار علی طاہر رحمہ اللہ

فضیلۃ الشیخ حافظ ندیم ظہیر حفظہ اللہ

مقدمہ

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبد الحفیظ سموں حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

کتاب کا نام: نماز جنازہ میں ایک طرف ہی سلام پھیرنا مسنون ہے

تالیف: ابوزبیر محمد ابراہیم ربانی

نظر ثانی: فضیلۃ الشیخ ذوالفقار علی طاہر

فضیلۃ الشیخ حافظ ندیم ظہیر

مقدمہ: فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبدالحفیظ سموں

اشاعت اول: رجب المرجب 1439ھ

قیمت:

ناشر: دارالاسلاف سندھ

ملنے کا پتہ

مولانا عبدالرزاق کاھوئی نیو ہالا 0308-8576208

جمیل احمد جمالی بھٹائی آباد کراچی 0301-3604570

مشتاق احمد خاصخیلی (جامعہ دارالرشاد پیر جھنڈو نیوسعید آباد)

0305-3803861

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسنِ ترتیب

انتساب 6
تقریظ: استاذ الاساتذہ شیخ ذوالفقار علی طاہر رحمہ اللہ 7
تقریظ: مناظر اسلام شیخ صدیق رضا حفظہ اللہ 9
تقریظ: شیخ حزب اللہ بلوچ حفظہ اللہ 10
تقریظ: شیخ انور شاہ راشدی حفظہ اللہ 11
مقدمۃ التحقیق: ڈاکٹر عبدالحفیظ سموں حفظہ اللہ 14
مقدمۃ المؤلف 22
نماز جنازہ میں ایک طرف سلام کے دلائل 30
دلیل (۱) 30
رواۃ کا تعارف 34
معمر بن راشد کی توثیق 34
ابن شہاب کی توثیق 35
سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ 35
صحابی کا کسی مسئلہ کے تعلق سنت کہنے کا مطلب 37
حدیث ابی امامہ رضی اللہ عنہ اور جنازے میں فاتحہ 38
دلیل (۲) 39
عبداللہ بن غنام بن حفص کی توثیق 41
غنام بن حفص بن غیاث کی توثیق 41
روایت کی تصحیح و تحسین رواۃ کی توثیق ہوتی ہے 41
حفص بن غیاث کی توثیق 44
سعید بن کثیر کی توثیق 45
کثیر بن عبید کی توثیق 46
ابن حبان اور ابن خزیمہ کی تصحیح کی حقیقت 47
دلیل (۳) 49
رواۃ کا تعارف 49
علی بن مسہر کی توثیق 49
عبیداللہ بن عمر بن حفص کی توثیق 50
نافع مولیٰ ابن عمر کی توثیق 51
نماز جنازہ میں ایک طرف سلام پر اجماع 51
جنازے میں ایک طرف سلام اور سلف صالحین 55
دونوں طرف سلام کی روایات کا تحقیقی جائزہ 63
دلیل (۱) 63
علت (۱) حماد بن ابی سلیمان کا اختلاط 64
مختلط راوی کی روایت کا حکم 64
حماد کی ابراہیم نخعی سے بیان کردہ روایات کا حکم 68
تنبیہ (۱) 71
تنبیہ (۲) 71
تنبیہ (۳) 72
تنبیہ (۴) 73
علت (۲) حماد بن ابی سلیمان کی تدلیس 74
مدلس کی عن والی روایت کا حکم 74
علت (۳) ابراہیم نخعی کی تدلیس 83
دلیل (۲) 84
ابراہیم بن مسلم پر ائمہ کی جروح 84
شریک کی تدلیس 86
الزامی جواب 87
دلیل (۳) 88
خالد بن نافع پر محدثین کی جروح 89
ضعیف+ضعیف=حسن لغیرہ کا مسئلہ 91
آثار تابعین 93
اثر (۱) 93
حدیث بن ابی مطر پر محدثین کی جروح 93
اثر (۲) 94
ابو ہلال راسبی کا ضعف 94
اثر (۳) 95
خلاصۃ التحقیق 96

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتساب

میں اپنی اس ادنیٰ سی کاوش کو اپنے محبوب استاذ و مربی ومحسن، غیور اہلحدیث عالم سماحۃ الشیخ، استاذ الاساتذہ مولانا ذوالفقار علی طاہر رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرتا ہوں جن کے سایہ عاطفت میں رہنے کی وجہ سے احقر علمی میدان میں چلنے کے قابل ہوا۔ اللہ تعالیٰ استاذ محترم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، اور اس چھوٹی سی کوشش کو ان کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔

آمین

تقریظ

استاذ الاساتذہ، فضیلۃ الشیخ ابوزبیر ذوالفقار علی طاہر رحمہ اللہ

دین اسلام میں دلیل کی بڑی اہمیت ہے اور دلیل کی یہ اہمیت قرآن وحدیث اور اقوال سلف صالحین میں اجاگر کی گئی ہے۔ اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد ہے: فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (۴۳) بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ۔ یعنی اگر تمہیں علم نہیں تو تم علماء سے پوچھو دلائل کے ساتھ اور کتب (کے حوالوں) کے ساتھ۔ [النحل ۴۳] اس آیت نے دلیل اور حوالے دونوں کی اہمیت معلوم ہوئی۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر یہ الفاظ ملیں گے. هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين یعنی اگر تم (اپنے موقف ونظریے میں) سچے ہو تو دلیل لاؤ!

اسی طرح شرک کا رد کیا گیا تو فرمایا: مَا نَزَّلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ۔ یعنی اللہ نے اس (شرک) کیلئے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ [اعراف: ۷۱] اسی طرح صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو دیکھا کہ وہ ایک زنا کار کا چہرا سیاہ کر کے اسی گدھے پر بٹھائے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے ان سے ان کے اس عمل کی تورات سے دلیل مانگی، جب وہ تورات سے دلیل نہ دے سکے تو آپ ﷺ اپنی وحی سے دلیل دیتے ہوئے اسے رجم کرنے کا حکم دیا۔ [صحیح مسلم رقم ۱۶۹۹] آپ ﷺ کے اس طرز عمل سے بھی دلیل کی اہمیت اجاگر ہوئی۔ اسی صحیح مسلم میں ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ان کے ایک موقف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے متعلق صحابہ کرام نے استفسار کیا کہ آپ اپنے اس موقف کو قرآن میں پاتے ہیں یا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے اس حوالے سے کچھ سنا ہے؟ الخ صحابہ کرام کے اس استفسار سے بھی دلیل کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔

آمدم برسر مطلب: جب دلیل کی اس قدر اہمیت ہے تو اسی اہمیت کے پیش نظر اس کتابچے میں ہمارے تلمیذ رشید مولانا ابوزبیر محمد ابراہیم ربانی ﷾ نے اپنے موقف (نماز جنازہ میں سلام ایک طرف ہی ہے) کو دلائل سے مبرہن کیا ہے نہ صرف اس قدر بلکہ فریق ثانی کے موقف (نماز جنازہ میں سلام دو طرف ہے) کے دلائل ذکر کر کے جرح وتعدیل کے میزان میں ان کی حیثیت بھی واضح کر دی ہے۔

پیش نظر کتابچے میں قارئین کو رسول اللہ ﷺ کی احادیث، آثار واجماع صحابہ ؓ اور اقوال تابعین عظام وسلف صالحین ملیں گے جن سے الم نشرح ہو رہا ہے کہ نماز جنازہ میں سلام ایک طرف ہی پھیرنا ہے، ساتھ میں اس موقف کی تائید میں معاصر علماء کرام کے اقوال بھی ذکر کر دیے گئے ہیں۔ والحمد للہ

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تحقیق کا ذوق رکھنے والے اور دلیل کے متلاشی احباب کے لئے نماز جنازہ میں سلام پھیرنے کے حوالے سے یہ کتاب ایک بہترین تحفہ ہے، اللہ تبارک وتعالی مولانا ابوزبیر محمد ابراہیم ربانی ﷾ فاضل المعہد السلفی کراچی کو اس بہترین کاوش پر جزائے خیر عطا فرمائے اور اس عظیم عمل صالح کو قبول عام بخشے اور ان کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔

آمین

کتبہ: ذوالفقار علی طاہر
(سابق) مدرس المعہد السلفی کراچی

تقریظ

مناظر اسلام فضیلۃ الشیخ ابوالاسجد محمد صدیق رضا حفظہ اللہ

(مدرس المعهدالسلفي للتعليم والتربية كراچي)

الحمدلله رب العلمين والصلاة والسلام على سيدالانبياء والمرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين ومن سارعلى سبيلهم الى يوم الدين امابعد:

اخی محترم الشیخ ابوزبیر محمد ابراہیم ربانی ﷾ نے نماز جنازہ میں سلام پھیرنے کا مسنون طریقہ پر ایک مضمون ارسال فرمایا، راقم الحروف نے اس کا سرسری مطالعہ کیا، الحمد للہ فاضل نوجوان نے خوب محنت کی ہے، البتہ لایضل ربی ولاینسی یہ تو صرف رب العالمین ہی کی صفت ہے، اور فن حدیث ورجال کافی وسیع علم ہے۔

اس مسئلہ پر اہل علم کی آراء مختلف ہیں، ہر فریق نے اپنی تحقیق کے ذریعہ راجح موقف تک پہنچنے کی مخلصانہ کوشش کی ہے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ صاحب تحریر کے علمی اور تحقیقی ذوق میں مزید ترقی عطا فرمائے، اسی طرح محنت ولگن سے موصوف کوشش جاری رکھیں۔

راقم اس لائق تو قطعاً نہیں کہ ایسے علمی وتحقیقی مسائل پر کچھ تبصرہ کر سکے پر صاحب تحریر کے ذوق وشوق کو دیکھتے ہوئے یہ چند کلمات قلمبند کر دئے۔

فقط

ابوالاسجد محمد صدیق رضا عفی اللہ عنہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

فضیلۃ الشیخ ابو عمیر حزب اللہ بلوچ حفظہ اللہ

(مدرس مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث گھمن آباد حیدر آباد)

نماز جنازہ میں سلام ایک طرف پھیرا جائے یا دو طرف؟ یہ مسئلہ اہل علم کے مابین مختلف فیہ ہے، ترجیح ایک سلام کو حاصل ہے، ہمارے فاضل دوست مولانا محمد ابراہیم ربانی حفظہ اللہ نے زیر نظر علمی مقالہ تحریر فرما کر یہ ثابت کیا ہے کہ نماز جنازہ میں ایک طرف سلام پھیرنا ہی مسنون عمل ہے اس سلسلہ میں انہوں نے صحیح احادیث وآثار سلف صالحین پیش فرمائے ہیں نیز دونوں طرف سلام کے دلائل کو اصول محدثین کو مد نظر رکھ کر انتہائی منصفانہ طرز عمل کے ساتھ ضعیف ثابت کیا ہے۔ اللہ تعالی ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس عمل کو قبول ومنظور فرمائے۔

کتبہ: حزب اللہ بلوچ حفظہ اللہ

مدرس: مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث گھمن آباد حیدر آباد سندھ

۱۰ جمادی الاول ۱۴۳۹ھ

تقریظ

فضیلۃ الشیخ ابو المحبوب سید انور بن قاسم شاہ راشدی حفظہ اللہ

(مدیر التعلیم: جامعہ دار الرشاد پیر جھنڈہ نیو سعید آباد سندھ)

جامعہ دار الرشاد پیر آف جھنڈہ کے استاذ محمد ابراہیم ربانی حفظہ اللہ کا ایک رسالہ بنام نماز جنازہ میں سلام پھیرنے کا مسنون طریقہ قرآن وحدیث کی روشنی میں میرے سامنے موجود ہے۔ موصوف نے رسالہ ہذا میں اس اختلافی مسئلہ کے مابین ان کے ادلہ کے اعتبار سے مناقشہ کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ سنت طریقہ یہ ہے نماز جنازہ میں ایک طرف سلام پھیرا جائے اور دو سلام والے دلائل ان کے مقابلہ میں کمزور ہیں۔ مؤلف کے ساتھ بعض اصولی مباحث سے اختلاف اپنی جگہ لیکن انہوں نے یہ رسالہ لکھ کر بروقت قدم اٹھایا ہے۔ جزاہ اللہ خیرا۔

1 سننے میں آتا ہے کہ نماز جنازہ میں ایک طرف بھی سلام درست ہے، اور دونوں طرف بھی درست ہے، دلیل یہ دی جاتی ہے کہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے بھی دونوں طرف والی حدیث کو حجت تسلیم کیا ہے، لہذا یہ بھی صحیح ہے وہ بھی صحیح ہے، بلکہ بعض دفعہ تو ایک طرف والے سلام کے قائلین کو متشدد تک کہا جاتا ہے، یہی نہیں بلکہ میں ایک جنازے میں شریک ہوا کسی ساتھی نے بتایا کہ میت کے بھائی نے کہا کہ جنازہ وہ پڑھائیگا جو دونوں طرف سلام پھیرے، فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

محترم قارئین: علامہ البانی رحمہ اللہ کا مقام ومرتبہ اپنی جگہ بلا شک وشبہ مسلم ہے "وہ حدیث کے بڑے خادم تھے"، ان کی خدمات بہت وسیع ہیں، لیکن کیا ان سے خطا نہیں سرزد ہو سکتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یا نہیں ہوئی ہیں؟ ان کی کتب میں ان کے کافی تراجعات موجود ہیں، لازمی بات ہے رجوع کرنا یہ غلطی کی ہی علامت ہے، لہذا ایک طرف سلام والے ادلہ کو چھوڑ کر صرف علامہ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق کو پیش کرنا یقیناً بڑا تعجب ناک ہے! اور یہ بھی واضح رہے کہ ہم (اہلحدیث) نے دلائل کی بنیاد پر شیخ البانی سے متعدد مسائل میں اختلاف کیا ہے مثلاً ترک رفع الیدین والی روایت کی تصحیح، مسئلہ فاتحہ خلف الامام، مدرکِ رکوع کی رکعت وغیرہ تو کیا اس مسئلے میں اختلاف کی گنجائش نہیں؟

۲ دونوں طرف سلام پھیرنے کے لئے یہ بھی وجہ دیکھی گئی ہے کہ چونکہ جنازہ میں غیر اہلحدیث کے لوگ بھی شریک ہوتے ہیں اس لئے کہا جاتا ہے کہ اختلافی مسئلہ ہے کوئی بات نہیں بعض اہلحدیث ایک طرف سلام پھیرتے ہیں اور بعض دونوں طرف پھیرتے ہیں لہذا تشدد نہیں کرنا چاہئے،، گویا جو ایک سلام کا قائل ہے وہ متشدد ہے۔ تعجب ہے کیا اختلافی مسئلہ یہ ایک ہی رہا ہے جس پر ہم یہ موقف اپنا رہے ہیں،، اختلافی مسائل تو بہت زیادہ ہیں تو پھر ٹھیک ہے سب کے متعلق یہی رائے قائم کر لینی چاہئے،، یہ جواب تو نہیں اگر اس منطق کو ایک منٹ تک کے لئے درست تسلیم کر لیا جائے تو گویا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اختلافی مسائل پر تحقیق کو موقوف کر لیا جائے ان پر آگے کام نہ ہو،، ظاہری بات ہے کوئی صاحب علم وبصیرت اس سے اتفاق نہیں کریگا،، اور حق وصواب بھی یہی ہے کہ ائمہ کرام ہمیشہ سے اختلافی مسائل پر لکھتے چلے آرہے ہیں اس حوالے سے بے شمار کتابیں لکھی پڑی ہیں،، لہذا دونوں موقفوں کو درست کہنے والا خود متشدد کہلانے کا مستحق بنتا ہے لیکن تعجب ہے کہ وہ متشدد دوسروں کو قرار دیتا ہے!!!

۳ دونوں طرف سلام والی ضعیف روایات کو ملا کر حسن لغیرہ بنانا بھی درست نہیں ہے کیوں کہ حسن لغیرہ وہ حدیث بنتی ہے جو صحیح حدیث کے مخالف نہ ہو اور یہاں معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے یعنی ایک طرف سلام والی احادیث صحیح اور دو طرف کی تمام روایات ضعیف ہیں۔

۴ میری تحقیقی میدان میں قدم رکھنے کی ابتداء انہی احادیث سے ہوئی تھی والد محترم نے کہا کہ اس مسئلے پر تحقیق کرو کہ ایک سلام والی احادیث حجت ہیں یا دو والی؟؟ اس طرح بفضل اللہ تعالی میرا تحقیقی سلسلہ شروع ہوا،، عزم کر کے اس میدان میں اترا اللہ تعالی کی مدد ہر حال میں میری وقعت سے زیادہ شامل حال ہے۔

الحمدللہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات

اللہ تعالی سے بے دست دعا ہے کہ مؤلف کو ہمیشہ حق وصواب اور درست بات لکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس مختصر رسالہ کو اس کی میزان میں وزن دار بنائے اور امت کے لئے اسے ذریعہ ہدایت بنائے۔ اللہم آمین

کتبہ:

سید انور بن قاسم بن محب اللہ شاہ راشدی حفظہ اللہ

مدیر التعلیم ومدرس: جامعہ دارالرشاد پیر جھنڈہ نیو سعید آباد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدمۃ التحقیق

ترجمانِ مسلک اہلحدیث ڈاکٹر عبدالحفیظ سموں حفظہ اللہ

(ناظم اعلیٰ جمعیت اہل حدیث سندھ)

الحمدلله رب العلمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام على اشرف الانبياء والمرسلين وعلى آله وصحبه ومن اقتدى بهديه الى يوم الدين

اما بعد:

دین اسلام کی بنیاد قرآن وسنت پر ہے اور قرآن وسنت سے ہی اجماع کی حجیت ثابت ہوتی ہے اور اجتہاد کا جواز بھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی مقامات پر اپنے آخری رسول ﷺ کی اطاعت اور اتباع کا حکم دیا ہے۔ ایک مقام پر فرمایا:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ۔

اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال باطل مت کرو۔ [محمد ۳۳]

معلوم ہوا کہ کوئی عمل خواہ کتنا ہی بہتر کیوں نہ معلوم ہوتا ہو اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے دائرے سے باہر ہے تو رائیگاں اور برباد ہے۔ کسی عمل کے سنت ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ صحیح حدیث سے ثابت ہو۔ ضعیف حدیث سے کوئی عمل ثابت نہیں ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے: مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ۔ جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے۔

[صحیح مسلم ۱۷۱۸]

صحابہ کرام اور علماء سلف سنت پر عمل کرنے کے لئے متمنی بھی رہتے تھے اور ترک سنت کو ناپسند کرتے تھے۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: مَنْ صَلَّى اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، بُنِيَ لَهُ بِهِنَّ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ۔ جس شخص نے دن اور رات میں بارہ رکعتیں ادا کیں تو اس کے لئے ان بارہ رکعتوں کی وجہ سے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔ [صحیح مسلم ۷۲۸]

ان بارہ رکعتوں سے مراد فجر کی دو رکعتیں، ظہر کے فرض سے پہلے چار رکعتیں، اور بعد میں دو رکعتیں، مغرب نماز کے بعد کی دو رکعتیں اور عشاء کے بعد کی دو رکعتیں ہیں۔ اس حدیث کی راویہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ۔ جب سے میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، تب سے ان رکعات کو ترک نہیں کیا، حدیث کے راوی عنبسہ رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے جب سے یہ حدیث ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے سنی ہے، ان رکعات کو نہیں چھوڑا، عنبسہ رحمہ اللہ سے روایت کرنے والے عمرو بن اوس کہتے ہیں کہ میں نے جب سے یہ حدیث عنبسہ سے سنی ہے، ان بارہ رکعات کو کو ترک نہیں کیا۔ عمرو بن اوس سے روایت کرنے والے راوی نعمان بن سالم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے جب سے یہ حدیث عمرو بن اوس سے سنی ہے، تب سے ان رکعات کو نہیں چھوڑا۔

[صحیح مسلم ص ۲۹۵ طبع دارالسلام]

یہ ہے سلف کی سنت رسول اللہ ﷺ سے محبت! لیکن جب حدیث ضعیف ہو تو اس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کرنی بھی صحیح نہیں، ضروری ہے کہ اس کے ضعف کو واضح کیا جائے، آج امت میں بہت سارے اختلافات کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بعض طبقوں نے ضعیف کو نہ صرف فضائل بلکہ احکام میں بھی حجت سمجھ لیا ہے۔ صحیح حدیث کے ہوتے ہوئے ضعیف حدیث پر عمل کرنا لاعلمی کی بناء پر بھی ہوسکتا ہے اور مسلکی تعصب کی بنیاد پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی۔ واضح رہے کہ محققین علماء کے نزدیک ضعیف حدیث نہ صرف احکام بلکہ فضائل میں بھی حجت نہیں، عجیب بات ہے کہ صحیح احادیث کے ہوتے ہوئے نہ صرف ضعیف احادیث پر عمل کیا جائے بلکہ ان پر عمل کرنے کی ترغیب دی جائے۔ جن علماء ومحدثین نے مطلقا ضعیف حدیث پر عمل کرنے سے منع کیا ہے ان کے اقوال ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔

1 امام مسلم رحمہ اللہ (المتوفی ۲۶۱ھ) فرماتے ہیں:

وَإِنَّمَا أَلْزَمُوا أَنْفُسَهُمُ الْكَشْفَ عَنْ مَعَايِبِ رُوَاةِ الْحَدِيثِ، وَنَاقِلِي الْأَخْبَارِ وَأَفْتَوْا بِذَلِكَ حِينَ سُئِلُوا لِمَا فِيهِ مِنْ عَظِيمِ الْخَطَرِ، إِذِ الْأَخْبَارُ فِي أَمْرِ الدِّينِ إِنَّمَا تَأْتِي بِتَحْلِيلٍ، أَوْ تَحْرِيمٍ، أَوْ أَمْرٍ، أَوْ نَهْيٍ، أَوْ تَرْغِيبٍ، أَوْ تَرْهِيبٍ۔

اور ائمہ حدیث نے اپنے آپ کو حدیث کے راویوں کے عیب بیان کرنے کا پابند بنایا اور جب ان سے اس کے بارے میں سوال کیا گیا تو اس کے جواز کا فتوی دیا کیونکہ یہ کام بڑا اہم (بڑے خطرے والا) ہے۔ وجہ یہ ہے کہ دین کے معاملے میں جو احادیث واخبار وارد ہوئی ہیں، وہ یا تو کسی چیز کی حلت وحرمت، حکم یا منع یا ترغیب (کسی کام کی طرف رغبت دلانے کے لیے) بیان کرنے کے لیے ہیں۔ [مقدمۃ الامام مسلم ص ۱۹ طبع دار السلام]

معلوم ہوا کہ امام مسلم کے نزدیک ترغیب یا ترہیب کے لیے بھی احادیث کا صحیح ہونا ضروری ہے، کسی چیز کی حلت وحرمت، حکم یا منع کے لیے تو حدیث کا صحیح ہونا امر بھی ضروری ہے۔

۲ حافظ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ (المتوفی ۷۹۵ھ) امام مسلم رحمہ اللہ کی مندرجہ بالا عبارت کی تشریح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

وظاهر ما ذكره مسلم في مقدمة كتابه يقتضي أنه لا تروى أحاديث الترغيب والترهيب إلا عمن تروى عنه الأحكام۔

امام مسلم نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں جس چیز کا ذکر کیا ہے، اس کا تقاضا یہ ہے کہ جس راوی سے احکام کی روایت نقل کی جائیں، اسی سے ترغیب وترہیب کی روایات نقل کی جائیں (یعنی ان کے نزدیک احکام اور فضائل میں حدیث کے راوی کا ثقہ ہونا ضروری ہے)۔ [شرح علل الترمذی ج ۱ ص ۷۴ دار الصلاح للطباعۃ والنشر دمشق]

۳ امام ابوبکر ابن العربی رحمہ اللہ (المتوفی ۵۴۳ھ) ضعیف حدیث پر عمل کرنے کے متعلق لکھتے ہیں: لا يجوز العمل به مطلقا۔ ضعیف حدیث پر مطلقا عمل جائز نہیں۔
[تدریب الراوی ج ۱ ص ۳۵۱ دار طیبہ]

۴ امام ابن جوزی رحمہ اللہ (المتوفی ۵۹۷ھ) واعظین اور قصہ گو خطیبوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لن قوما منهم (القصاص) كانوا يضعون لحاديث الترغيب والترهيب ولبس عليهم إبليس بأننا نقصد حث الناس عَلَى الخير و كفهم عَن الشر وهذا افتيات منهم عَلَى الشريعة لأنها عندهم عَلَى هَذَا الفعل ناقصة تحتاج إِلَى تتمة ثم نسوا قوله ﷺ: "من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار"

ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو ترغیب وترہیب کی احادیث وضع کرتے تھے اور ابلیس نے ان پر یہ وار کیا کہ ہم احادیث اس لئے گھڑتے ہیں کہ ہم لوگوں کو نیکی پر ابھاریں اور انہیں برائی سے روکیں، اور یہ انکی شریعت پر افترا پردازی ہے، وجہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک شریعت ناقص ہے، جسے مکمل کرنے کی ضرورت ہے، حالانکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھلا بیٹھے ہیں کہ جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم کو بنائے۔

[تلبیس ابلیس ص ۱۱۱ دار الفکر بیروت]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٥ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (المتوفی ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

ولا يجوز أن يعتمد في الشريعة على الأحاديث الضعيفة التي ليست صحيحة ولا حسنة۔

شریعت میں ضعیف احادیث جو کہ نہ صحیح ہیں نہ حسن ان پر اعتماد کرنا جائز نہیں۔

[قاعدة جليلة في التوسل والوسيلة ص ١٧٥ مكتبة الفرقان–عجمان]

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِنَ الْأَئِمَّةِ إِنَّهُ يَجُوزُ أَنْ يُجْعَلَ الشَّيْءُ وَاجِبًا أَوْ مُسْتَحَبًّا بِحَدِيثٍ ضَعِيفٍ وَمَنْ قَالَ هَذَا فَقَدْ خَالَفَ الْإِجْمَاعَ۔

کسی بھی امام نے ضعیف حدیث کی بنیاد پر کسی چیز کو واجب یا مستحب قرار نہیں دیا اور جس نے بھی ایسی بات کی اس نے اجماع کی مخالفت کی۔ [مجموع الفتاوی ج ۱ ص ۲۵۱]

٦ مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۳۳۲ھ) رقم طراز ہیں:

وَيحرم التساهل فِيهِ سَوَاء كَانَ فِي الْأَحْكَام والقصص أَو التَّرْغِيب والترهيب أَو غير ذَلِك۔

ضعیف حدیث کے معاملے میں تساہل برتنا حرام ہے، خواہ احکام وقصص ہوں یا ترغیب وترہیب یا اس کے علاوہ ہوں۔

[الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة ص ۲۱ مکتبہ اشرف الجدید بغداد]

٧ علامہ جمال الدین القاسمی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۳۳۲ھ) نے ان محدثین کا ذکر کیا ہے جو مطلقاً ضعیف روایت پر عمل کو جائز نہیں سمجھتے تھے، خواہ وہ احکام میں ہوں یا فضائل میں ان میں یحیی بن معین، ابن العربی، امام بخاری، امام مسلم، امام ابن حزم کے نام شامل ہیں۔

[قواعد التحدیث ص ۱۱۳ دار الکتب العلمیہ بیروت]

٨ علامہ احمد شاکر رحمہ اللہ (المتوفی ۱۳۷۷ھ) فرماتے ہیں:

وانه لافرق بين الاحكام وبين فضائل الاعمال ونحوها في عدم الاخذ بالرواية الضعيفة، بل لاحجة لاحد الابما صح عن رسول الله ﷺ من حديث صحيح اوحسن۔

ضعیف روایت کو نہ لینے کے حوالے سے احکام اور فضائل اعمال وغیرہ کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، بلکہ کسی شخص کے لیے رسول اللہ ﷺ سے مروی صحیح یا حسن احادیث کے علاوہ کسی اور چیز کے ساتھ کوئی حجت نہیں۔

[الباعث الحثیث ص ۸۶۔۸۷ دار الکتب العلمیہ بیروت]

٩ شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

ان الحديث الضعيف لايعمل مطلقا، لافي الفضائل والمستحبات ولافي غيرها۔

ضعیف حدیث پر مطلقاً عمل نہ ہوگا، نہ فضائل میں اور نہ مستحبات میں اور نہ ہی ان کے علاوہ کسی اور چیز میں۔ [مقدمہ صحیح الجامع الصغیر ج ۱ ص ۵۰ المکتب الاسلامی]

مندرجہ بالا اقوال سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ عمل صحیح یا حسن روایت پر ہوگا، ضعیف روایت پر نہیں۔

نماز جنازہ میں سلام پھیرنے کے متعلق بھی علماء میں اختلاف ہے۔ بعض لوگ دونوں طرف سلام پھیرتے ہیں اور بعض صرف ایک طرف۔ اہل الحدیث محقق ہوتے ہیں، مقلد نہیں، وہ تحقیق کی بناء پر فیصلہ کرتے ہیں کہ کس چیز پر عمل کیا جائے، جو لوگ نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام پھیرتے ہیں وہ جس حدیث سے استدلال کرتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے، اس میں ایسی علتیں موجود ہیں جو کہ اس روایت کو قابل استدلال نہیں رہنے دیتیں، جو لوگ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث پر عمل کرتے ہوئے دونوں طرف سلام پھیرتے ہیں وہ یا تو عدم تحقیق کی بنیاد پر یا مسلکی تعصب کی بنیاد پر ایسا کر رہے ہیں۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ (المتوفی ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ الْقَاسِمِ، قِيلَ لأبي عبد الله أَتَعْرِفُ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ أَنَّهُ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَى الْجِنَازَةِ تَسْلِيمَتَيْنِ؟ قَالَ: لَا وَلَكِنْ عَنْ سِتَّةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ أَنَّهُمْ كَانُوا يُسَلِّمُونَ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً خَفِيفَةً عَنْ يَمِينِهِ، فَذَكَرَ ابْنَ عُمَرَ وَابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ، وَوَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ، وَابْنَ أَبِي أَوْفَى، وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ. وَزَادَ البيهقي: عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، وَجَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، وَأَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، وأبا أمامة بن سهل بن حنيف، فَهَؤُلَاءِ عَشَرَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ.

احمد بن قاسم کہتے ہیں، امام احمد بن حنبل سے یہ کہا گیا آپ ایک بھی ایسا صحابی جانتے ہیں جو کہ نماز جنازہ میں دو طرف سلام پھیرتا ہو؟ امام صاحب نے فرمایا نہیں، بلکہ چھ صحابہ کرام سے مروی ہے کہ وہ دائیں طرف ہلکا ایک سلام پھیرتے تھے، پھر انہوں نے عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، ابوھریرہ، واثلہ بن اسقع، ابن ابی اوفی، اور زید بن ثابت کا ذکر کیا اور امام بیہقی نے مزید صحابہ کرام کا ذکر کیا، جیسے علی بن ابی طالب، جابر بن عبداللہ، انس بن مالک اور ابوامامہ سھل بن حنیف اور یہ دس صحابہ کرام ہوئے (جو ایک طرف سلام پھیرتے تھے)۔ [زاد المعاد ج ۱ ص ۵۱۰۔۵۱۱ موسسۃ الرسالۃ]

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ (المتوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

فَجُمْهُورُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ عَلَى تَسْلِيمَةٍ وَاحِدَةٍ۔

سلف وخلف میں سے جمہور اہل علم کا قول ایک سلام کے بارے میں ہے۔
[الاستذکار ج ۳ ص ۳۲ دار الکتب العلمیۃ]

پاکستان میں شیخ العرب والعجم علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ، سماحۃ الشیخ محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ، فضیلۃ الشیخ اور محقق العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کا فتوی بھی ایک سلام کے متعلق ہے، سید بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ اور سید محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ کے فتاوی خود مجھے ضلع سانگھڑ سے تعلق رکھنے والے اہل حدیث بزرگ محترم عبدالرحیم شر صاحب نے دکھائے تھے۔ کسی ایک صحابی سے بھی بسند صحیح نماز جنازہ میں دو طرف سلام ثابت نہیں جو مضبوط دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا نماز جنازہ میں طریقہ ایک سلام کا ہی تھا۔

میرے لیے انتہائی مسرت کی بات ہے کہ ضلع بدین سے تعلق رکھنے والے نوجوان عالم دین ابوزبیر محمد ابراہیم ربانی حفظہ اللہ نے اس موضوع پر ایک رسالہ تحریر کیا ہے، جس میں محمد ابراہیم حفظہ اللہ نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ نماز جنازہ میں ایک طرف سلام ہی اللہ کے پیارے پیغمبر ﷺ کی سنت ہے، انہوں نے دو سلام کے قائلین کے دلائل کا علمی رد کیا ہے۔

الحمد للہ! اللہ تعالی نے انہیں ایک تحقیقی ذہن دیا ہے جو کہ ایک اہل الحدیث کی نمایاں علامت ہے، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ مصنف کی مساعی کو قبول فرمائے اور اس رسالہ کی اشاعت میں جن بھی احباب نے تعاون فرمایا ہے ان پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے، اللہ تعالی ہمیں حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ضد، عناد، مسلک پرستی اور تکبر سے محفوظ رکھے۔

واللہ ولی التوفیق۔

۲۸ نومبر ۲۰۱۷

العبد الفقیر الی اللہ
عبدالحفیظ سموں
بدین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدمة المؤلف

الحمدللہ الذی ھدانالھذاوماکنالنھتدی لولاان ھدانااللہ امابعد:

احکام شرعیہ کادارومدار کتاب وسنت پر ہے، ہماری وہی عبادات اللہ جل شانہ کے یہاں قبولیت کادرجہ پائیں گی جوکتاب وسنت سے ثابت شدہ ہوں،اور یہ بھی یادرہے کہ قرآن وحدیث سے ہی اجماع امت کاحجت ہوناثابت ہے،اگرکسی مسئلہ پرصحیح العقیدہ مسلمانوں کا اتفاق ہوجائے تواس کاانکار بھی کسی مسلمان کے لائق نہیں ہے،چہ جائیکہ اس مسئلہ پرقرآن وحدیث میں علیحدہ سے دلیل موجود نہ ہو،ہمارے تمام اسلاف (صحابہ،تابعین اورائمہ عظام)نے احکام شرعیہ میں یہی طریقہ اختیار کیاہے۔اس کے برعکس مقلدین نے حق تقلید نبھاتے ہوئے قرآن،حدیث اوراجماع سے ثابت ہونے والے متعدد(عقائدوفروعات پرمشتمل)مسائل کاانکارکردیا۔

نماز جنازہ میں سلام پھیرنے کامسئلہ بھی انہی میں سے ہے،قرآن،حدیث اوراجماع کی رو سے نماز جنازہ میں ایک ہی سلام راجح ہے،لیکن اہل تقلید نے حسب عادت اس کاصرف انکارہی نہیں کیابلکہ اس کی مخالفت میں بھی پیش پیش ہیں،بعض علاقوں میں تو یہاں تک تشددکیاجاتاہے کہ ایک طرف سلام کے ساتھ پڑھی گئی نماز جنازہ کوکالعدم سمجھتے ہوئے دوبارہ نماز جنازہ کااہتمام کیاجاتاہے،یعنی اس سنت پرعمل کرنے کی وجہ سے اہل تقلید اس پرغم موقعہ پربھی فتنہ برپاکرنے اوراس نبوی طریقہ پرپڑھی گئی نمازپربطلان کافتوی لگانے سے بھی گریزنہیں کرتے،یہ ان کی سنت نبوی سے عداوت کی واضح مثال ہے۔

الغرض ضرورت اس امر کی تھی کہ مخالفین کتاب وسنت کومسکت جوابات سے دوچار کرنے کے لئے اس سنت کے دفاع میں کچھ لکھاجائے،تودوران طالب علمی بندہ ناچیز نے اپنے محبوب استاذ،سماحۃ الشیخ الوالد مولاناذوالفقار علی طاہر رحمہ اللہ کے حکم سے اس موضوع پرمختصر سا مضمون تحریرکرکہ استاذ محترم کی خدمت میں پیش کیاتواسے استاذ محترم نے محض پسند ہی نہیں کیابلکہ اپنی زیرادارت شائع ہونے والے مجلہ دعوت اہلحدیث میں شائع کرکہ احقر کی حوصلہ افزائی کی،مجلہ دعوت اہلحدیث میں شائع ہونے کے بعدکئی اہل علم نے خوب حوصلہ افزائی فرمائی۔جزاھم اللہ خیرا

اب اسی مضمون کواپنے بعض دوستوں کے اصرار وحکم اوراستاذ محترم شیخ ذوالفقار علی طاہر رحمہ اللہ کے خاص مشورے وحوصلہ افزائی سے مفیداضافہ جات کے ساتھ کتابی شکل میں پیش کیا جارہاہے۔ہم نے اس کتاب میں جن باتوں کوملحوظ رکھاہے ان کی مختصرسی وضاحت پیش خدمت ہے۔

1. دلیل کے طورپرصرف صحیح وحسن روایات کاانتخاب کیاہے اورضعیف روایات کو اپنے موقف میں پیش کرنے سے کلی اجتناب کیاہے۔
2. روایات کی تصحیح وتضعیف میں محدثین کے متفقہ اصولوں کومدنظر رکھاہے۔
3. اختلاف کی صورت میں جمہور ائمہ کوترجیح دی ہے،جیساکہ امام العصر علامہ ذہبی(المتوفی ۷۴۸ھ)امام ابن معین رحمہ اللہ کی امام شافعی رحمہ اللہ پرکی گئی جرح پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

فَإِنَّا نقبل قَوْله دَائِما فِي الْجرْح وَالتَّعْدِيل وَنقدمه على كثير من الْحفاظ مَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لم يُخَالف الْجُمْهُور فِي اجْتِهَاده فَإِذا انْفَرد بتوثيق من لينه الْجُمْهُور أَو بِتَضْعِيف من وَثَّقَهُ الْجُمْهُور وقبلوه فَالْحكم لعُمُوم أَقْوَال الْأَئِمَّة لَا لمن شَذَّ۔

ہم ان کی جرح وتعدیل ہمیشہ قبول کرتے ہیں اور بہت سے حفاظ پر مقدم کرتے ہیں الا یہ کہ ان کا اجتہاد جمہور کے خلاف نہ ہو۔ اگر کوئی ایسے راوی کی توثیق کرے جس کو جمہور نے ضعیف قرار دیا ہو یا ایسے کو ضعیف کہے جسے جمہور نے ثقہ کہا ہو، تو جمہور کی بات کو قبول کیا جائیگا نہ کہ اس کی جس نے جمہور کی مخالفت کی ہو۔

[الرواۃ الثقات المتکلم فیھم بما لا یوجب ردھم ص ۳۰ طبع دار البشائر]

اور اسی طرح اسماء الرجال کے امام، محدث دوراں حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کسی روایت کی تصحیح وتضعیف میں ائمہ محدثین کا اختلاف ہو تو حدیث کے ثقہ مشہور اور ماہر اہل فن کی اکثریت کو لامحالہ ترجیح دی جائیگی۔

[نور العینین فی مسئلۃ رفع الیدین ص ۶۱ طبع جدید]

مزید فرماتے ہیں: جس کو ائمہ محدثین ثقہ یا ضعیف کہیں تو وہ ہمیشہ ثقہ یا ضعیف ہی ہوتا ہے اور اگر ان کا اختلاف ہو اور جرح وتعدیل دونوں مفسر اور متعارض ہوں، تطبیق ممکن نہ ہو تو ائمہ محدثین (ثقہ، مشہور اور ماہر اہل فن) کی اکثریت کو ہمیشہ اور لامحالہ ترجیح ہوگی۔

[نور العینین فی مسئلۃ رفع الیدین ص ۶۱ طبع جدید]

نیز معروف اہلحدیث عالم حافظ صلاح الدین یوسف ﷾ اس اصول کے متعلق فرماتے ہیں: اہلحدیث کو اس اصول سے مکمل اتفاق ہے۔

[اہلحدیث کا منہج ص ۵۴ طبع ام القری پبلی کیشنز گوجرانوالہ]

اور یہ بھی یاد رہے کہ اہل تقلید بھی جرح وتعدیل میں اختلاف کی صورت میں جمہور کو ترجیح دینے کے قائل ہیں۔

[مثلا دیکھئے احسن الکلام ج ۱ ص ۴۰ ونخبۃ التخریج ۱ ص ۶۱ طبع مکتبہ صفدریہ و المسلک المنصور ۹۶ طبع مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ]

۲ متقدمین ومتاخرین میں اختلاف کے وقت متقدمین ائمہ کو ترجیح دی ہے، کیونکہ اختلاف کی صورت میں انہیں اصولوں کا اعتبار کیا جاتا ہے جو متقدمین نے وضع کیے ہیں، جیسا کہ محدث دیار یمن علامہ مقبل بن ہادی رحمہ اللہ اس طرح کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

العلماء المتقدمون مقدسون فی ھذا، لانھم کما قلنا قد عرفوا ھذہ الطرق ومن الامثلة علی ھذا ماجاء ان الحافظ رحمه الله یقول فی حدیث المسح علی الوجه بعد الدعاء انه بمجموع طرقه حسن، والامام احمد یقول: انه حدیث لا یثبت، وھکذا اذا حصل من الشیخ ناصر الدین البانی حفظه الله تعالی ھذا نحن ناخذ بقول المتقدمین، ونتوقف فی کلام الشیخ ناصر الدین البانی ـــ فنحن الذی تطمئن الیه نفوسنا اننا ناخذ بکلام المتقدمین، لان الشیخ ناصر الدین البانی حفظه الله تعالی مابلغ فی الحدیث مبلغ الامام احمد بن حنبل، ولا مبلغ البخاری ومن جرا مجراھما۔

متقدمین علماء اس فن (تصحیح وتضعیف) میں مقدم ہیں کیونکہ ان کو حدیث کی سب سندوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہچان ہوتی ہے۔اس کی ایک مثال یہ کہ حافظ ابن حجر (متاخر امام) دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنے والی حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ سب سندوں کو ملا کر حسن بنتی ہے، جبکہ امام احمد بن حنبل (متقدم امام) فرماتے ہیں کہ یہ حدیث (نبی اکرم ﷺ) سے ثابت نہیں۔اسی طرح جب شیخ ناصر الدین البانی سے ایسی بات ہو (یعنی ان کا کسی حدیث کی تصحیح وتضعیف میں متقدمین ائمہ میں سے کسی سے اختلاف ہو جائے) تو ہم متقدمین کے قول کو لیں گے اور شیخ ناصر الدین البانی کی بات کو قبول کرنے میں توقف کریں گے۔جس پر ہمارا دل مطمئن ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم متقدمین کی بات کو قبول کریں کیونکہ شیخ البانی فن حدیث میں اس مقام کو نہیں پہنچے جس پر امام احمد، امام بخاری اور ان جیسے متقدمین ائمہ فائز تھے۔

[اسئلۃ فی المصطلح، السوال ۲۰، مجلہ السنۃ جہلم شمارہ ۲۹ ص ۴۷]

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: ففهمنا من هذا انه اذا قال العلماء المتقدمون ولم يختلفوا اخذنا به عن طيبة نفس واقتناع، واذا قاله حافظ من معاصرى الحافظ ابن حجر نتوقف فيه۔

اس بحث سے یہ بات ہماری سمجھ میں آ گئی ہے کہ جب متقدمین ائمہ ایسی بات کہیں اور اس میں اختلاف نہ کریں تو ہم اسے خوشدلی اور قناعت سے لے لیں گے اور جب حافظ ابن حجر کے ہم عصر علماء کرام میں سے کوئی ایسی بات کہے تو اس کو قبول کرنے میں ہم توقف کریں گے۔

[اسئلۃ فی المصطلح، السوال ۱۱، مجلہ السنۃ جہلم شمارہ ۲۹ ص ۴۷]

معروف عرب محقق حاتم بن عارف العونی ﷾ اس حوالے سے تفصیلی بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وإذا اقرر أحد المتأخرين قاعدة من قواعد نقد الحديث في القبول والرد، أو أصل أصلاً في إنزال الرواة منازلهم جرحاً أو تعديلاً، ثم وجدنا أن تلك القاعدة أو ذلك الأصل يخالف ولا يطابق التقعيد الواضح أو المنهج اللائح من أقوال أو تصرفات الأئمة المتقدمين، فمن سيتردد أن المرجع هم أهل الاصطلاح وبناة العلم وهم المتقدمون؟!!!

إني - بحق - لا أعرف أحداً يخالف في ذلك؛ لأني لا أتصور طالب علم يخفى عليه مأخذه!!

جب متاخرین میں سے کوئی عالم حدیث کو قبول ورد کرنے کے بارے میں کوئی قاعدہ بنائے، یا جرح وتعدیل کے اعتبار سے راویوں کے مراتب طے کرنے کے سلسلے میں کوئی اصول وضع کرے، پھر ہمیں معلوم ہو جائے کہ یہ قاعدہ یا اصول متقدمین محدثین کے اقوال واسالیب سے ثابت ہونے والے واضح قاعدہ یا صریح منہج کے خلاف ہے کون اس بات میں تردد کرے گا کہ اس بارے میں ان متقدمین کی بات ہی معتبر ہے، جو اہل اصطلاح اور واضعین علم ہیں؟!! یقیناً میرے علم میں کوئی ایسا شخص نہیں جو اس بات میں اختلاف کرے کیونکہ میں ایسے طالب العلم کا تصور بھی نہیں کر سکتا جسے علم کا ماخذ ہی معلوم نہیں۔

[الحدیث الحسن بین الحد والحجیۃ لمحمد احمد جلمد ص ۱۳۱ شاملہ]

اور اسی طرح استاذ الاساتذۃ حافظ عبدالمنان نور پوری ﷫ فرماتے ہیں: صحیح بات وہی ہے جو متقدمین نے اختیار کی اور اصول بنائے، یعنی شروط صحت وضعف کی روشنی میں صحیح وضعیف کا فیصلہ کیا جائے۔[مراۃ البخاری ص ۵۳ طبع ادارہ تحقیقات سلفیہ گوجرانوالہ]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ متقدمین ائمہ کے اصولوں کے تقابل میں متاخرین ومعاصرین کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

۵ اقوال الائمہ میں احتیاط: ہم نے ائمہ حدیث کے صرف ان اقوال کو پیش کیا ہے جو ان کی اپنی کتب میں موجود ہیں اور بعدوالے کسی امام کی کتاب میں موجود ہونے کی صورت میں ہم نے استنادی اہتمام کیا ہے یعنی اگر اس قول کی صاحب کتاب سے لیکر قائل تک سند صحیح ہے تو اسے اپنے حق میں پیش کیا ہے، ضعیف ہونے کی صورت میں اسے ترک کردیا ہے۔

۶ عوام الناس کالحاظ رکھتے ہوئے عربی عبارات کا صرف مفہوم پیش کیا گیا ہے۔

اظہار تشکر

سب سے پہلے میں اپنے حقیقی خالق ومالک اللہ جل شانہ کا شکریہ ادا کرونگا جس نے ناکارہ کو سنت نبوی کے دفاع میں کچھ لکھنے کی توفیق بخشی۔

اس کے بعد میں اپنے انتہائی مشفق ومحبوب استاذ ومحسن، استاذ العلماء، فضیلۃ الشیخ ذوالفقار علی طاہر رحمہ اللہ کا بے حد مشکور ہوں کہ جن کی خاص توجہ، محبت وحوصلہ افزائی سے میں نے علمی میدان میں قدم رکھا، جب راقم نے یہ رسالہ لکھ کر نظر ثانی کے لئے استاذ محترم کی خدمت میں بھیجا تو استاذ محترم نے کمال شفقت کرتے ہوئے علالت کے باوجود اس کتاب کو حرف بحرف پڑھا اور کئی مقامات پر اصلاح فرمائی اور بڑے ہی جامع الفاظ میں تقریظ بھی رقم فرمائی۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمارے استاذ کی منازل آسان فرمائے، انکی مساعی کو قبول فرمائے، اوران کی خطاؤں سے درگذر فرمائے۔ آمین

ذہبی دوراں محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کے خاص الخاص شاگرد، محقق العصر فضیلۃ الشیخ حافظ ندیم ظہیر حفظہ اللہ کا بھی تہ دل سے شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے ہماری درخواست پر اس کتاب کو پڑھا اور مہم مقامات پر اصلاح بھی فرمائی۔ جزاھما اللہ خیرا

قابل صد احترام، فخر اہلحدیث، فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبدالحفیظ سموں حفظہ اللہ (ناظم اعلی جمعیت اہلحدیث سندھ) کا ممنون ہوں جنہوں نے ہماری گذارش پر اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر مفصل مقدمہ لکھ کر کتاب کو زینت بخشی۔ جزاہ اللہ خیرا

اور اسی طرح میں اپنے مشفق فیخ مناظر اسلام فضیلۃ الشیخ ابوالاسجد محمد صدیق رضا حفظہ اللہ، فضیلۃ الشیخ حزب اللہ بلوچ حفظہ اللہ اور فضیلۃ الشیخ سید انور بن قاسم شاہ راشدی حفظہ اللہ کا بھی ممنون ومشکور ہوں کہ جنہوں نے تقریظات لکھ کر بندہ ناچیز کی حوصلہ افزائی کی۔ جزاھم اللہ خیرا

میں اس مقام پر اپنے دوست محترم عبدالرزاق کاھوٹی حفظہ اللہ صاحب ورفیق سفر محترم عبدالجبار اظہر حفظہ اللہ صاحب کا بھی شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن کی حوصلہ افزائی اور مخلصانہ دعاؤں سے یہ علمی کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔ آخر میں اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس چھوٹی سی کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، عامۃ الناس کے لئے ذریعہ ہدایت بنائے اور اس کو میرے، میرے والدین، جمیع اساتذہ اور معاونین کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین

کتبہ:
احقر العباد محمد ابراہیم ربانی
بدین سندھ
03070081939 - WHATSAP

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمازِ جنازہ میں ایک طرف سلام کے دلائل

نمازِ جنازہ میں سلام پھیرنے کا مسئلہ اہل علم کے مابین عرصہ دراز سے مختلف فیہ ہے، بعض اہل علم ایک طرف سلام پھیرنے کو ترجیح دیتے ہیں اور بعض دونوں طرف سلام پھیرنے کو ترجیح دینے کے قائل ہیں، ہماری تحقیق کے مطابق قرآن وحدیث اور اجماع کی رو سے نمازِ جنازہ میں ایک ہی جانب سلام پھیرنا راجح ہے، جبکہ دونوں طرف سلام پھیرنے کی جمیع روایات اصول حدیث واسماء الرجال کی روشنی میں ضعیف ہونے کی بناء پر نا قابل عمل ہیں۔ نمازہ جنازہ میں ایک طرف سلام پھیرنے کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

دلیل نمبر (۱)

عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ يُحَدِّثُ ابْنَ الْمُسَيِّبِ قَالَ: السُّنَّةُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ أَنْ يُكَبِّرَ، ثُمَّ يَقْرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ، ثُمَّ يُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يُخْلِصَ الدُّعَاءَ لِلْمَيِّتِ، وَلَا يَقْرَأُ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى، ثُمَّ يُسَلِّمُ فِي نَفْسِهِ عَنْ يَمِينِهِ

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے سیدنا ابوامامہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو سنا کہ وہ امام سعید بن مسیب کو حدیث سنا رہے تھے، کہ انہوں نے فرمایا: نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ آدمی (پہلی) تکبیر کہے، پھر سورہ فاتحہ کی قراءت کرے پھر (دوسری تکبیر کے بعد) نبی ﷺ پر درود پڑھے۔ پھر (تیسری تکبیر کے بعد) میت کے لئے اخلاص کے ساتھ دعا کرے، قراءت صرف پہلی تکبیر کے بعد کرے، پھر اپنی دائیں جانب خاموشی سے ایک سلام پھیر دے۔

[مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۴۸۹ ح ۶۴۲۸ طبع المکتب الاسلامی، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۴۹۰ ح ۱۱۳۷۹ طبع دارالکتب العلمیة، المنتقی لابن الجارود ج ۱ ص ۱۴۰ طبع موسسة الکتب الثقافیة، مسند الشامیین للطبرانی ج ۴ ص ۱۶۰ ح ۳۰۰۰ طبع دارالکتب العلمیة وسندہ صحیح]

اس حدیث کے تمام رواۃ اعلی درجہ کے ثقات میں سے ہیں۔

امام ابوبکر محمد بن ابراہیم بن المنذر النیسابوری رحمہ اللہ (المتوفی ۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

تسليمة أحب الي لحديث أبي أمامة بن سهل۔

یعنی مجھے (نماز جنازہ) میں ایک طرف سلام پھیرنا ابوامامہ بن سہل کی (اسی) حدیث کی وجہ سے زیادہ پسند ہے۔

[الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف ج ۵ ص ۴۴۶ طبع دار طیبة — الریاض]

امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد الحاکم رحمہ اللہ (المتوفی ۴۰۵ھ) اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ، وَلَيْسَ فِي التَّسْلِيمَةِ الْوَاحِدَةِ عَلَى الْجِنَازَةِ أَصَحُّ مِنْهُ۔ یعنی یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے، اگرچہ انہوں نے اس کو اپنی کتب میں درج نہیں کیا اور نماز جنازہ میں ایک طرف سلام کے متعلق صحیح ترین روایت یہی ہے۔

[المستدرک علی الصحیحین ج ۱ ص ۴۷۰ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی]

امام ابومحمد عبداللہ بن علی بن الجارود رحمہ اللہ (المتوفی ۳۰۷ھ) نے بھی اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔

[المنتقی لابن الجارود ج ۱ ص ۱۴۱ ح ۵۴۰ طبع مؤسسة الکتاب الثقافیة بیروت]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ: امام ابن الجارود رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب (المنتقی) میں صحت کا التزام کیا ہے، لہذا اس میں موجودہ روایات امام صاحب کے نزدیک صحیح متصور ہوں گی۔ معروف دیوبندی عالم مفتی تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں: پہلا طبقہ ان کتب حدیث کا ہے، جن کے مصنفین نے اس بات کا التزام کیا ہے کہ ان کی کتابوں میں تمام احادیث صحیح کی شرائط پر پوری اترتی ہوں، ایسی کتابوں کو صحاح مجردہ کہتے ہیں، چنانچہ اس طبقہ کی کتابوں میں ہر حدیث کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے وہ اس کے مؤلف کے نزدیک صحیح ہے اس طبقہ میں مندرجہ ذیل کتابوں کو شامل کیا گیا ہے، صحیح بخاری، صحیح مسلم ۔۔۔ المنتقی لابی محمد عبداللہ بن الجارود۔

[درس ترمذی ج ۱ ص ۶۳ طبع مکتبہ دارالعلوم کراچی]

ایک اور مقام پر کہتے ہیں: اور ابن جارود رحمہ اللہ نے المنتقی میں اسے تخریج کیا ہے جبکہ ان کے بارے میں یہ بات معروف ہے کہ وہ صرف احادیث صحیحہ روایت کرتے ہیں۔

[درس ترمذی ج ۱ ص ۱۹۱ طبع مکتبہ دارالعلوم]

اور اسی طرح مولوی خیر محمد جالندھری دیوبندی صاحب لکھتے ہیں: وہ کتابیں جن میں سب حدیثیں صحیح ہیں جیسے موطا امام مالک، صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن حبان، صحیح حاکم، مختارہ ضیاء مقدسی، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابوعوانہ، صحیح ابن سکن، منتقی ابن جارود۔

[خیر الاصول فی حدیث رسول ص ۱۱ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی]

یہی بات دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے بوادر النوادر (ص ۱۳۵) میں کی ہے۔

امام ابوزکریا یحیی بن شرف الدین النووی رحمہ اللہ (المتوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

رَوَاهُ النَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ عَلَى شَرْطِ الصَّحِيحَيْنِ۔

یعنی اس حدیث کو امام نسائی نے بخاری و مسلم کی شرط پر روایت کیا ہے۔

[المجموع ج ۱ ص ۱۲۶ طبع بیت الافکار والدولیۃ]

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (المتوفی ۷۴۸ھ) نے بھی اس حدیث کو بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

[تلخیص المستدرک ج ۱ ص ۴۷۰ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی]

امام ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی رحمہ اللہ (المتوفی ۸۵۲ھ) اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ۔ یعنی اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

[فتح الباری ج ۳ ص ۲۶۰ طبع دارالسلام۔ الریاض]

محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

وهذا سند صحيح رجاله رجال الشيخين۔ یعنی اس حدیث کی سند صحیح ہے اس کے رواۃ بخاری و مسلم کے رجال میں سے ہیں۔

[ارواء الغلیل ج ۳ ص ۱۸۰ ح ۷۳۴ طبع المکتب الاسلامی]

محدث شہیر ذہبی عصر حقا حافظ زبیر بن مجدد علی زئی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۴۳۵ھ) نے بھی اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

[مقالات ج ۱ ص ۵۹، فتاوی علمیہ ج ۱ ص ھدیۃ المسلمین ص ۱۲۹ طبع مکتبہ اسلامیہ، الحدیث شمارہ ۳ ص ۲۶]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رواۃ کا تعارف:

اس حدیث کے تمام رواۃ کی ثقاہت، عدالت وامامت پر ائمہ حدیث کا اتفاق ہے، ان کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے:

معمر بن راشد الازدی رحمہ اللہ

آپ صحیحین وکتب اربعہ سمیت کئی کتب حدیث کے راوی ہیں اور بالاتفاق ثقہ ہیں۔

امام ابوالحسن احمد بن عبداللہ بن صالح العجلی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۶۱ھ) فرماتے ہیں:

ثقة، رجل، صالح۔ [الثقات ص ۴۳۵ ت ۱۶۱۱ طبع دار الکتب العلمیة]

امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی رحمہ اللہ (المتوفی ۳۵۴ھ) فرماتے ہیں:

وكان، فقيها، متقنا، حافظا، ورعا۔

[کتاب الثقات ج ۴ ص ۳۰۷ ت ۴۶۰۴ طبع دار الکتب العلمیة]

امام ابوزکریا یحیی بن شرف الدین النووی رحمہ اللہ (المتوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

هو امام مجمع على جلالته۔

یعنی معمر بن راشد امام ہیں، اور ان کی جلالت پر اجماع ہے۔

[المجموع ج ۴ ص ۳۱۶ طبع دار الفکر بیروت]

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (المتوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

الإمام، الحافظ، شيخ الإسلام۔ [سیر اعلام النبلاء ج ۷ ص ۵ طبع مؤسسة الرسالہ]

امام ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی رحمہ اللہ (المتوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

ثقة، ثبت، فاضل۔

[تقریب التہذیب ج ۲ ص ۳۴ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی]

ابوبکر بن شہاب الزہری رحمہ اللہ

آپ بھی کتب ستہ سمیت کئی کتب احادیث کے رواۃ میں سے ہیں آپ کی ثقاہت وجلالت پر ائمہ حدیث کا اتفاق ہے۔

امام ابوالحسن احمد بن عبداللہ بن صالح العجلی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۶۱ھ) فرماتے ہیں:

مدنی، تابعی، ثقة۔ [الثقات ص ۴۱۲ ت ۱۵۰۰ طبع دار الکتب العلمیه]

امام ابوالقاسم علی بن حسن بن هبة اللہ المعروف بابن عساکر رحمہ اللہ (المتوفی ۵۷۱ھ) فرماتے ہیں: أحد الأعلام من أئمة الاسلام۔

[تاریخ دمشق ج ۵۵ ص ۲۹۴ ت ۷۰۰۱ طبع دار الفکر بیروت]

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (المتوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

احد الاعلام وحافظ زمانه۔

[سیر اعلام النبلاء ج ۵ ص ۳۲۶ ت ۱۶۰ طبع مؤسسة الرسالة]

امام ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی رحمہ اللہ (المتوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

الفقیه، الحافظ، متفق علی جلالته واتقانه وثبته۔ [تقریب التہذیب ج ۲ ص ۱۳۳ ت ۶۲۹۶ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی]

سیدنا ابوامامہ اسعد بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ

صحیح قول کے مطابق ان کا شمار صحابہ میں ہوتا ہے۔

امام یحیی بن شرف النووی رحمہ اللہ (المتوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

وأبوأمامه هذا صحابي۔

یعنی یہ ابوامامہ صحابی رسول ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[الجموع ج ۱ ص ۱۱۲۶ طبع بیت الافکار والدولۃ ،خلاصۃ الاحکام فی مھمات السنن وقواعدالاسلام ج ۲ ص ۹۷۵ طبع موسسۃ الرسالہ لبنان]

ثانی شیخ الاسلام امام شمس الدین محمد بن ابی بکر بن أیوب بن سعد ابن قیم الجوزیۃ رحمہ اللہ (المتوفی ۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

وأبوامامة أَدْرَكَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَهُوَ مَعْدُودٌ فِي الصَّحَابَةِ۔ یعنی ابوامامہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو پایا تھا،اوران کوصحابہ میں شمار کیا جاتا ہے۔

[زادالمعاد ج ۱ ص ۴۹۲ طبع موسسۃ الرسالۃ]

امام ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی رحمہ اللہ (المتوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

مَعْدُودٌ فِي الصَّحَابَةِ، وله رؤية ۔یعنی ان کوصحابہ میں شمار کیا جاتا ہے،اوران کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔

[تقریب التھذیب ج ۱ ص ۸۸ ت ۴۰۳ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی]

اور یہ بھی یادر ہے کہ جن محدثین کرام نے ان کے بارے میں صحبت کی نفی کی ہے،اس سے مراد یہ ہے کہ بچپن کی وجہ سے انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تفصیلی ملاقات کا موقعہ نہیں مل سکا یاوہ براہ راست آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت بیان نہیں کر سکے ورنہ حالت ایمان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے والا صحابی ہے خوہ ایک بار ہی کیوں نہ ملا ہو۔جیسا کہ طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام ابوحاتم الرزی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۷۷ھ) فرماتے ہیں:

طارق بن شهاب له رؤية وليست له صحبة۔یعنی طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت تونصیب ہوئی تھی لیکن صحبت حاصل نہیں ہوئی۔

[المراسیل لابن ابی حاتم ص ۹۸ طبع موسسۃ الرسالہ]

اس مثال میں ابوحاتم نے طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ کی صحبت کی نفی مذکورہ معنی میں کی ہے،یہی معاملہ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔

بطور فائدہ عرض ہے کہ اگر بالفرض کوئی شخص سیدنا ابوامامہ اسعد بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کوصحابی رسول تسلیم نہ بھی کرے تو بھی یہ حدیث منقطع قرار نہیں پائیگی،کیونکہ دوسری سند میں سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کسی دوسرے صحابی سے سننے کی صراحت بھی کردی ہے۔

[الاوسط لابن المنذرج ۵ ص ۴۴۶ ح ۳۱۸۷ طبع دارطیبة وسنده صحیح]

فائدہ اس حدیث میں نماز جنازہ میں ایک طرف سلام کوسنت کہا گیا ہے،واضح رہے کہ جب بھی کوئی صحابی کسی مسئلے کوسنت کہہ کر بیان کرے تو وہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے۔اس اصول پر محدثین کا اجماع ہے۔

امام أبوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم رحمہ اللہ (المتوفی ۴۰۵ھ) فرماتے ہیں:

وَقَدْأَجْمَعُواعَلَى أَنَّ قَوْلَ الصَّحَابِيِّ سُنَّةٌ حَدِيثٌ مُسْنَدٌ۔

یعنی محدثین وفقہاء کا اس بات پراجماع ہے کہ صحابی کا سنت کہنا مسند حدیث ہوتی ہے۔[المستدرک علی الصحیحین ج ۱ ص ۵۱۰ ص تحت حدیث ۱۳۲۳ طبع دارالکتب العلمیۃ]

امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس الشافعي رحمہ اللہ (المتوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

واصحاب النبی لَا يَقُولون بالسُّنَّةِ إِلَّا لسنة رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان شاء اللہ۔

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سنت کا لفظ صرف سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر بولتے تھے۔

[الام ج ۱ ص ۴۷۰ طبع دارابن حزم]

امام ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی رحمہ اللہ (المتوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَولُ الصَّحابِيِّ السُّنَّةِ كذا فالأكثر على أنّ ذلك مرفوع، ونقل ابنُ عبدِ البرِّ فيهِ الاتِّفاق۔

صحابی کا سنت کہنا اکثر کے نزدیک مرفوع کے حکم میں ہوتا ہے، اور ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ [شرح نخبۃ الفکر ص ۱۰۸ طبع مکتبۃ البشری کراچی]

علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن أحمد بن موسیٰ الحنفی العینی رحمہ اللہ (المتوفیٰ ۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

قَولُ الصَّحابِيِّ من السنة حكمه حكم المرفوع على القَولِ الصَّحيح۔

صحابی کا (کسی مسئلے کے بارے میں) سنت کہنا صحیح قول کے مطابق مرفوع کے حکم میں ہوتا ہے۔
[عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۸ ص ۲۰۳ تحت حدیث ۵۵۳۱ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ]

معروف دیوبندی عالم عبدالقیوم حقانی صاحب لکھتے ہیں: اور اصول حدیث میں یہ بات طے شدہ ہے کہ جب کوئی صحابی کسی عمل کو سنت کہے وہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے۔ [توضیح السنن ج ۱ ص ۵۵۶]

آل دیوبند کے شیخ الاسلام ومفتی تقی عثمانی صاحب کہتے ہیں: اور اصول حدیث میں یہ بات طے شدہ ہے کہ جب کوئی صحابی کسی عمل کو سنت کہے وہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے۔ [درس ترمذی ج ۲ ص ۲۴ طبع مکتبہ دارالعلوم کراچی]

حدیث ابی امامہ رضی اللہ عنہ اور نماز جنازہ میں فاتحہ

اس حدیث میں نماز جنازہ میں ایک طرف سلام پھیرنے کے ساتھ ساتھ اس میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا بھی ثبوت موجود ہے۔ افسوس ہے آل تقلید پر کہ انہوں نے اس حدیث سے ثابت ہونے والے مذکورہ دونوں مسائل کو تقلید ناسدید کی بھینٹ چڑھا دیا!

دلیل نمبر (۲)

حَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي دَارِمٍ الْحَافِظُ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ غَنَّامِ بْنِ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الْعَنْبَسِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى جِنَازَةٍ فَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا، وَسَلَّمَ تَسْلِيمَةً۔

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بیشک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک میت پر نماز جنازہ پڑھی، اس پر چار تکبیریں کہیں، اور پھر ایک ہی طرف سلام پھیرا۔

[المستدرک علی الصحیحین ج ۱ ص ۵۱۳ ح ۵۱۳ طبع دارالکتب العلمیة ونسخة اخری ج ۱ ص ۴۷۰ طبع قدیمی کتب خانه کراچی، سنن الکبری للبیهقی ج ۴ ص ۷۰ ح ۱۷۹۹ طبع دارالکتب العلمیة، سنن الدارقطنی ج ۲ ص ۸۹ ح ۱۷۹۹ طبع نشر السنة ملتان، وحدیث حسن تابعه حدیث ابی امامه]

محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔

[احکام الجنائز ص ۱۲۹ طبع المکتب الإسلامي]

نیز استاذ محترم علامہ غلام مصطفےٰ ظہیر امن پوری حفظہ اللہ کی بھی یہی تحقیق ہے۔

[مجلۃ السنۃ جہلم شمارہ ۱۵ ص ۲۳]

رواۃ کا تعارف:

اس حدیث کے رواۃ کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

ابوبکر بن ابی دارم

ان کا پورا نام احمد بن محمد بن السری الکوفی ہے۔ ان کا شمار امام حاکم کے خاص اساتذہ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے،اس پر مستدرک حاکم کی کئی احادیث شاہد ہیں۔

امام ابوعبداللہ الحاکم رحمہ اللہ (المتوفی ۴۰۵ھ) نے ان سے مروی احادیث کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔

[مثلاً دیکھئے المستدرک ج ۲ ص ۱۸۸ ح ۱۹۱۸ طبع دارالمعرفہ ونسخہ اخری ج ۱ ص ۱۵۴ ح ۱۰۰۳ طبع قدیمی کتب خانہ]

امام ابوبکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

ابوبکر بن ابی دارم وکان ثقۃ۔ [تاریخ بغداد ج ۳ ص ۲۸۱ ت ۱۳۴۵ طبع دارالکتب العلمیۃ]

تنبیہ: ان دو ائمہ کی توثیق کے پیش نظر ابوبکر بن ابی دارم ثقہ راوی ہیں، البتہ ان پر بعض ائمہ نے شیعیت کی جرح کی ہے۔جو کہ لائق التفات نہیں، کیونکہ مسلم اصول ہے کہ جب راوی کا ثقہ ہونا ثابت ہوجائے تو اس پر قدری، خارجی، رافضی وغیرہ جروح معتبر نہیں۔محدث دوراں حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مسلکی تفاوت صحت حدیث کے لئے خلاف نہیں مثلاً جس راوی کا ثقہ وصدوق ہونا ثابت ہوجائے، اس کا قدری، خارجی، شیعی، معتزلی، جہمی اور مرجی وغیرہ ہونا صحت حدیث کے خلاف نہیں ہے بشرطیکہ وہ اپنی بدعت کی طرف داعی وداعیہ نہ ہو اور اس کی بدعت بالاجماع مکفرہ نہ ہو۔

[نیز دیکھئے احسن الکلام، مصنفہ مولوی سرفراز صفدر صاحب دیوبندی ج ۱ ص ۳۰]

تنبیہ: راجح قول یہی ہے کہ اگر راوی ثقہ وصدوق عندالجمہور ہو تو اس کی غیر معلول روایت مطلقاً قبول ہے چاہے وہ اپنی بدعت کی طرف دعوت دینے والا داعی ہو یا نہ ہو۔[نور العینین فی اثبات رفع الیدین ص ۶۳ طبع جدید]

عبداللہ بن غنام بن حفص بن غیاث

ان کی درج ذیل ائمہ نے توثیق کی ہے۔

امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد الحاکم رحمہ اللہ (المتوفی ۴۰۵ھ) نے ان سے مروی روایت کو صحیح کہا ہے۔[المستدرک الحاکم ج ۱ ص ۳۹۳ ح ۹۶۴ طبع دارالکتب العلمیۃ]

امام ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۳۰) نے بھی ان کی روایات کی تصحیح کی ہے۔[المستخرج علی صحیح المسلم ج ۱ ص ۲۳۹ ح ۴۳۴ وج ۱ ص ۱۷۱ طبع دارالکتب العلمیہ]

امام ابوعبداللہ محمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (المتوفی ۷۴۸ھ) نے بھی ان سے مروی حدیث کو صحیح کہا ہے۔[تلخیص المستدرک ج ۱ ص ۳۹۳ ح ۹۶۴ طبع دارالکتب العلمیۃ]

غنام بن حفص بن غیاث

امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد الحاکم رحمہ اللہ (المتوفی ۴۰۵ھ) نے ان سے مروی روایت کو صحیح الاسناد کہا ہے۔[المستدرک علی الصحیحین ج ۴ ص ۱۹۳ ح ۷۳۳۸ طبع دارالکتب العلمیۃ]

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (المتوفی ۷۴۸ھ) نے بھی ان کی حدیث کی تصحیح کی ہے۔[تلخیص المستدرک ج ۳ ص ۳۰۵ ح ۵۱۹۰ طبع دارالکتب العلمیۃ]

روایت کی تصحیح وتحسین رواۃ کی توثیق ہوتی ہے

یعنی کسی حدیث کو صحیح یا حسن کہنے سے صاحب تصحیح کے نزدیک اس کے راویوں کی توثیق ہوجاتی ہے۔اگر کسی محدث نے کسی حدیث کو صحیح وحسن کہا ہے تو ہم یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ اس کے رواۃ بھی اس محدث کے نزدیک ثقہ ہیں، الا یہ کہ کوئی خارجی قرینہ آجائے۔دورحاضر کے بعض گمراہ کن افکار کے حامل لوگوں نے اس سنہری اصول ہی کا انکار کردیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے،اس پر مستدرک حاکم کی کئی احادیث شاہد ہیں۔

امام ابوعبداللہ الحاکم رحمہ اللہ (المتوفی ۴۰۵ھ) نے ان سے مروی احادیث کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔

[مثلاً دیکھئے المستدرک ج ۲ ص ۱۸۸ ح ۱۹۱۸ طبع دار المعرفہ و نسخہ اخری ج ۱ ص ۱۵۴ ح ۱۰۰۳ طبع قدیمی کتب خانہ]

امام ابوبکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

ابوبکر بن ابی دارم وکان ثقہ۔ [تاریخ بغداد ج ۳ ص ۲۸۱ ت ۱۳۴۵ طبع دار الکتب العلمیۃ]

تنبیہ: ان دو ائمہ کی توثیق کے پیش نظر ابوبکر بن ابی دارم ثقہ راوی ہیں، البتہ ان پر بعض ائمہ نے شیعیت کی جرح کی ہے۔ جو کہ لائق التفات نہیں، کیونکہ مسلم اصول ہے کہ جب راوی کا ثقہ ہونا ثابت ہو جائے تو اس پر قدری خارجی، رافضی وغیرہ جروح معتبر نہیں۔ محدث دوراں حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مسلکی تفاوت صحت حدیث کے لئے خلاف نہیں مثلاً جس راوی کا ثقہ وصدوق ہونا ثابت ہو جائے، اس کا قدری، خارجی، شیعی، معتزلی، جہمی اور مرجی وغیرہ ہونا صحت حدیث کے خلاف نہیں ہے بشرطیکہ وہ اپنی بدعت کی طرف داعی و داعیہ نہ ہو اور اس کی بدعت بالاجماع مکفرہ نہ ہو۔

[نیز دیکھئے احسن الکلام، مصنفہ مولوی سرفراز صفدر صاحب دیوبندی ج ۱ ص ۳۰]

تنبیہ: راجح قول یہی ہے کہ اگر راوی ثقہ وصدوق عند الجمہور ہو تو اس کی غیر معلول روایت مطلقاً قبول ہے چاہے وہ اپنی بدعت کی طرف دعوت دینے والا داعی ہو یا نہ ہو۔ [نور العینین فی اثبات رفع الیدین ص ۶۳ طبع جدید]

عبداللہ بن غنام بن حفص بن غیاث

ان کی درج ذیل ائمہ نے توثیق کی ہے۔

امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد الحاکم رحمہ اللہ (المتوفی ۴۰۵ھ) نے ان سے مروی روایت کو صحیح کہا ہے۔ [المستدرک الحاکم ج ۱ ص ۳۹۳ ح ۹۶۴ طبع دار الکتب العلمیۃ]

امام ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۳۰ھ) نے بھی ان کی روایات کی تصحیح کی ہے۔ [المستخرج علی صحیح المسلم ج ۱ ص ۲۳۹ ح ۴۳۳ و ج ۱ ص ۱۷۱ طبع دار الکتب العلمیہ]

امام ابوعبداللہ محمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (المتوفی ۷۴۸ھ) نے بھی ان سے مروی حدیث کو صحیح کہا ہے۔ [تلخیص المستدرک ج ۱ ص ۳۹۳ ح ۹۶۴ طبع دار الکتب العلمیۃ]

غنام بن حفص بن غیاث

امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد الحاکم رحمہ اللہ (المتوفی ۴۰۵ھ) نے ان سے مروی روایت کو صحیح الاسناد کہا ہے۔]

[المستدرک علی الصحیحین ج ۴ ص ۱۹۳ ح ۷۳۳۸ طبع دار الکتب العلمیۃ]

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (المتوفی ۷۴۸ھ) نے بھی ان کی حدیث کی تصحیح کی ہے۔ [تلخیص المستدرک ج ۴ ص ۳۰۵ ح ۵۱۹۰ طبع دار الکتب العلمیۃ]

روایت کی تصحیح و تحسین رواۃ کی توثیق ہوتی ہے

یعنی کسی حدیث کو صحیح یا حسن کہنے سے صاحب تصحیح کے نزدیک اس کے راویوں کی توثیق ہو جاتی ہے۔ اگر کسی محدث نے کسی حدیث کو صحیح وحسن کہا ہے تو ہم یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ اس کے رواۃ بھی اس محدث کے نزدیک ثقہ ہیں، الا یہ کہ کوئی خارجی قرینہ آجائے۔ دور حاضر کے بعض گمراہ کن انکار کے حامل لوگوں نے اس سنہری اصول ہی کا انکار کر دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔(ضعیف الاقوال ص ۱۲۳ از عاطف کراچوی]

تو ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس اصول پر بعض ائمہ کی تصریحات پیش کر دیں:

امام ابوالحسن ابن القطان علي بن محمد الفاسي رحمہ اللہ (المتوفی ۶۲۸ھ) فرماتے ہیں:

وَفي تَصْحِيحِ التِّرْمِذِيِّ إِيَّاهُ توثيقها وتوثيق سعد بن إِسْحَاق، وَلَا يضر الثِّقَة أَن لَا يروي عَنهُ إِلَّا وَاحِد، وَالله أعلم۔

اس حدیث کو امام ترمذی کا صحیح کہنا اس (زینب بنت کعب) اور سعد بن اسحاق کی توثیق ہے، ثقہ کو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا کہ اس سے روایت کرنے والا صرف ایک ہے۔ واللہ اعلم

[بيان الوهم والإيهام في كتاب الأحكام ج ۵ ص ۳۹۵ طبع دار طيبة الرياض]

امام ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی رحمہ اللہ (المتوفی ۸۵۲ھ) کسی راوی کے بارے میں فرماتے ہیں:

قَالَ الْحُسَيْنِي مَجْهُول قلت صحح بن خُزَيْمَة حَدِيثه وَمُقْتَضَاهُ أَن يكون عِنْده من الثِّقَات۔

حسینی فرماتے ہیں یہ مجہول ہے، میں کہتا ہوں امام ابن خزیمہ نے اسکی حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (امام صاحب کی تصحیح) اس بات کی متقاضی ہے کہ یہ (راوی) ان کے نزدیک ثقہ ہے۔

[تعجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة ج ۱ ص ۷۹۳ ت ۹۱۹ طبع دار البشائر-بیروت]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی اس توضیح کے بعد بھی بعض کا کہنا کہ حافظ ابن حجر نے اس اصول کو بیان نہیں کیا نری جہالت ہے۔

امام ابوالفتح تقی الدین محمد بن علی بن وہب ابن دقیق العید رحمہ اللہ (المتوفی ۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

وَأَيُّ فَرْقٍ بَيْنَ أَنْ يَقُولَ: هُوَ ثِقَةٌ، أَوْ يُصَحِّحَ لَهُ حَدِيثًا انْفَرَدَ بِهِ۔ اس میں کیا فرق ہے کہ (کوئی محدث) راوی کو ثقہ کہے یا اس کی منفرد روایت کو صحیح کہے۔

[الامام فی معرفة احادیث الاحکام لابن دقیق العید ج ۳ ص ۱۲۶ مکتبہ شاملہ، نصب الرایہ ج ۱ ص ۱۴۹ طبع مؤسسة الريان للطباعة والنشر - بيروت—لبنان]

علامہ جمال الدین ابو محمد عبداللہ بن یوسف بن محمد الزیلعي رحمہ اللہ (المتوفی ۷۶۲ھ) فرماتے ہیں:

فَكَذَلِكَ لَا يُوجِبُ جَهَالَةَ الْحَالِ بِانْفِرَادِ رَاوٍ وَاحِدٍ عَنْهُ بَعْدَ وُجُودِ مَا يَقْتَضِي تَعْدِيلَهُ، وَهُوَ تَصْحِيحُ التِّرْمِذِيِّ۔

اسی طرح ان سے صرف ایک راوی کا روایت کرنا بھی ان کے مجہول ہونے کی دلیل نہیں بن سکتی جبکہ ان کی تعدیل کا ثبوت موجود ہے۔ وہ امام ترمذی کا ان کی حدیث کو صحیح کہنا ہے۔

[نصب الراية لاحاديث الهداية ج ۱ ص ۱۴۹ طبع مؤسسة الريان للطباعة والنشر]

نیز مشہور حنفی عالم محمد بن علی نیموی (المتوفی ۱۳۲۲ھ) نے بھی اس اصول کو اختیار کیا ہے۔

چنانچہ وہ ابوبکر بن عیاش کے متعلق فرماتے ہیں:

قلت: ابوبکر بن عیاش ثقة قد اخرج له البخاری فی صحیحه محتجا به وقال الذهبی فی المیزان وقد اخرج له البخاری۔

میں کہتا ہوں ابوبکر بن عیاش ثقہ ہے، امام بخاری نے اپنی صحیح میں ان کی روایت بطور احتجاج درج کی ہے، اور امام ذہبی میزان (الاعتدال) میں فرماتے ہیں کہ امام بخاری نے ان کی روایت کو صحیح میں درج کی ہے۔ [التعلیق الحسن ص ۱۱۰ طبع مکتبہ حبیبیہ رشیدیہ لاہور]

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور اسی طرح آل دیوبند کے امام سرفراز خان صفدر حیاتی، عامر بن شقیق کے بارے میں تھذیب التھذیب کے حوالے سے لکھتے ہیں: ان کو ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے، اور امام ترمذی نے ان سے مروی روایت کو صحیح کہا ہے۔

[خزائن السنن ج ۱ ص ۹۵ ملخصاً طبع مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ]

تنبیہ نیموی اور سرفراز صفدر کے حوالے بطور الزام ذکر کیے گئے ہیں۔

حفص بن غیاث بن طلق بن معاویہ النخعی:

آپ کتب ستہ کے رواۃ میں سے ہیں، اور جمہور کے نزدیک ثقہ ہیں۔

امام الجرح والتعدیل ابوزکریا یحیی بن معین رحمہ اللہ (المتوفی ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں: ثقۃ۔

[الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۳ ص ۲۰۰ ت ۳۰۹۶ طبع دار الکتب العلمیہ وسندہ صحیح]

امام ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع الھاشمی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۳۰ھ) فرماتے ہیں:

وکان ثقۃ، ماموناً، ثبتاً۔

[الطبقات الکبری ج ۶ ص ۳۶۲ ت ۲۷۰۶ طبع دار الکتب العلمیۃ]

امام ابوالحسن احمد بن عبداللہ بن صالح العجلی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۶۱) فرماتے ہیں:

ثقۃ، مامون، فقیہ۔ [الثقات ص ۱۲۵ ت ۳۱۰ طبع دار الباز]

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (المتوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

الامام الحافظ العلامۃ القاضی۔

[سیر اعلام النبلاء ج ۹ ص ۲۲ طبع موسسۃ الرسالۃ]

نیز فرماتے ہیں: وحفص حجۃ۔ [سیر اعلام النبلاء ج ۹ ص ۲۲ طبع موسسۃ الرسالۃ]

امام ابوالفضل احمد بن علي بن محمد بن احمد بن حجر العسقلاني رحمہ اللہ (المتوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں: ثقۃ فقیہ۔ [تقریب التھذیب ص ۱۷۲ ت ۱۴۳۰]

تنبیہ: حفص بن غیاث موثق عند الجمھور ہونے کے ساتھ ساتھ مدلس بھی تھے۔ لیکن یہاں ان کا عنعنہ مضر نہیں کیونکہ جب مدلس کی عن والی روایت کی دوسری جگہ سماع کی تصریح یا کوئی ثقہ متابع مل جائے تو تدلیس کا اعتراض زائل ہو جاتا ہے، اور اس روایت کا بہترین شاہد ابوامامہ رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے۔ لہذا یہاں پر تدلیس کا اعتراض درست نہیں، کیونکہ اس حدیث کے صحیح شواہد موجود ہیں۔

ابوالعنبس سعید بن کثیر بن عبید التمیمی

امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد الحاکم النیسابوري رحمہ اللہ (المتوفی ۴۰۵ھ) فرماتے ہیں: ثقۃ۔ [المستدرک للامام الحاکم ج ۴ ص ۱۱ ح ۶۷۲۹ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت]

امام ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان البستی رحمہ اللہ (المتوفی ۳۵۴ھ) نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ [الثقات لابن حبان ج ۳ ص ۳۹۱ ت ۱۶۷۴ طبع دار الکتب العلمیۃ]

امام ابوالفضل احمد بن علي بن محمد بن احمد بن حجر العسقلاني رحمہ اللہ (المتوفی ۸۵۲ھ) فرماتے: ثقۃ۔ [تقریب التھذیب ص ۲۴۰ ت ۲۳۸۱]

تنبیہ بلیغ بعض کا کہنا ہے کہ یہاں ابوالعنبس سے مراد عبداللہ بن صہبان ضعیف (راوی) ہے، [تحقیق دار قطنی ج ۲ ص ۸۸ طبع نشر السنۃ ملتان] بہت بڑی خطاء ہے۔

یہاں ابوالعنبس سے مراد "سعید بن کثیر ثقۃ عند الجمھور" ہیں۔ فی الوقت اسکی دو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلیلیں پیش خدمت ہیں۔

۱ امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد الحاکم النیسابوري رحمہ اللہ (المتوفی ۴۰۵ھ) نے صراحت کردی ہے کہ یہاں ابوالعنبس سے مراد سعید بن کثیر ہیں، چنانچہ وہ ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعد فرماتے ہیں: وشاهده حديث ابی العنبس سعيد بن كثير۔
یعنی ابوالعنبس سعید بن کثیر کی (ایک طرف سلام والی حدیث) اس حدیث کی شاہد ہے۔[المستدرک للحاکم ج۱ ص ۵۱۳ طبع دار الکتب العلمیہ]

امام حاکم کی اس وضاحت کے بعد بھی اس سے مراد عبداللہ بن صہبان لینا تعجب خیز ہے۔

۲ اس سند میں ابوالعنبس سے روایت کرنے والے حفص بن غیاث ہیں عبداللہ بن صہبان کے شاگردوں میں ان کا نام نہیں ملتا جبکہ سعید بن کثیر کے شاگردوں میں ان کا نام مذکور ہے۔[دیکھئے تھذیب الکمال ج ۳ ص ۱۹۲ طبع موسسۃ الرسالۃ]
اوراسی طرح عبداللہ بن صہبان کے اساتذہ میں ان کے والد (صہبان) شمار نہیں ہوتے جبکہ سعید بن کثیر کے اساتذہ میں ان کے والد (کثیر بن عبید) کا نام موجود ہے۔انظر المصدر السابق

کثیر بن عبید التیمی

امام ابوبکر محمد بن إسحاق بن خزیمۃ السلمي النیسابوري رحمہ اللہ (المتوفی ۳۱۱ھ) نے ان سے مروی حدیث کی تصحیح کی ہے۔
[صحیح ابن خزیمہ ج ۴ ص ۸ ح ۲۲۴۸ طبع المکتب الإسلامي — بیروت]

امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی رحمہ اللہ (المتوفی ۳۵۴ھ) نے بھی ان کی روایت کو صحیح

کہا ہے۔[صحیح ابن حبان ج ۱۶ ص ۷ ح ۷۰۹۵ طبع مؤسسة الرسالة]

فائدہ: امام ابن خزیمہ اور امام ابن حبان نے اپنی ان کتب (صحیح ابن خزیمہ و صحیح ابن حبان) میں صحت کا التزام کیا ہے، لہذا ان میں موجود مرویات کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ وہ ان (امام ابن خزیمہ و امام ابن حبان) کے نزدیک صحیح ہیں، جب محدث العصر حافظ زبیر علی زئی بعض روایات کے متعلق ان ائمہ کی تصحیح نقل کی تو عطاء اللہ عمر نامی دیوبندی نے کہا: ان آئمہ (ابن حبان وابن خزیمہ) نے اپنی کتابوں میں احادیث پر صحت کا حکم نہیں لگایا سوائے کتاب کا نام صحیح رکھنے کے۔
[نماز نبوی ﷺ کا علمی جائزہ ص ۶ ناشر ادارۃ الرشید کراچی]

موصوف کی یہ بات صرف غلط ہی نہیں بلکہ اپنے اکابرین کے بھی خلاف ہے۔جیسا کہ مشہور دیوبندی عالم انور شاہ کاشمیری (المتوفی ۱۳۵۳ھ) فرماتے ہیں: میرے نزدیک صحیح حدیث کی چار اقسام ہیں ان میں سے تیسری قسم یہ ہے کہ جس حدیث کو ایسے امام نے روایت کیا ہو جس نے اپنی کتاب میں صحت کا التزام کررکھا ہے۔مثلاً صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن السکن، صحیح ابن حبان وغیرہ۔
[العرف الشذی ج۱ ص ۳ ملخصا طبع قدیمی کتب خانہ کراچی]

اوراسی طرح آل دیوبند کے شیخ الاسلام ومفتی تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں:
پہلا طبقہ ان کتب حدیث کا ہے، جن کے مصنفین نے اس بات کا التزام کیا ہے کہ ان کی کتابوں میں تمام احادیث صحیح کی شرائط پر پوری اترتی ہوں، ایسی کتابوں کو صحاح مجردہ کہتے ہیں، چنانچہ اس طبقہ کی کتابوں میں ہر حدیث کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے وہ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے مؤلف کے نزدیک صحیح ہے اس طبقہ میں مندرجہ ذیل کتابوں کو شامل کیا گیا ہے، صحیح بخاری، صحیح مسلم، موطا، مستدرک حاکم، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ، المنتقی لابی محمد عبداللہ بن الجارود، المنتقی للقاسم بن اصبغ، المختارہ لضیاء الدین المقدسی، صحیح ابن السکن، صحیح ابی عوانہ [درس ترمذی ج ۱ ص ۶۳ طبع مکتبہ دار العلوم کراچی]

اور اسی طرح مولوی خیر محمد جالندھری دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

وہ کتابیں جن میں سب حدیثیں صحیح ہیں جیسے موطا امام مالک، صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن حبان، صحیح حاکم، مختارہ ضیاء مقدسی، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابوعوانہ، صحیح ابن سکن، منتقی ابن جارود۔ [خیر الاصول فی حدیث رسول ص ۱۱ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی]

نیز موصوف کی اس بات کی تردید میں ہم نے تفصیلی مضمون بھی لکھا ہے جو کہ عنقریب مجلہ دعوت اہلحدیث حیدر آباد میں شائع ہوگا۔ ان شاء اللہ

امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد الحاکم النیسابوری رحمہ اللہ (المتوفی ۴۰۵ھ) نے ان کی حدیث کو صحیح کہا ہے۔

[المستدرک للحاکم ج ۴ ص ۱۱ ح ۶۷۲۹ طبع دار الکتب العلمیة - بیروت]

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (المتوفی ۷۴۸ھ) نے بھی ان سے مروی حدیث کی تصحیح کی ہے۔

[تلخیص المستدرک الحاکم ج ۴ ص ۱۱ ح ۶۷۲۹ طبع دار التب العلمیہ]

دلیل نمبر (۳)

حدثنا عليّ بن مسهر، عن عُبيد الله، عن نافع، عن ابن عُمر أنّه كان إذا صلّى على الجنازة رفع يديه فكبّر، فإذا فرغ سلّم على يمينه واحدة۔

نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز جنازہ پڑھتے تو رفع الیدین کرتے، پھر تکبیر کہتے، پھر جب فارغ ہوتے تو اپنی دائیں جانب ایک ہی سلام پھیرتے۔ [مصنف ابن شیبہ ج ۳ ص ۲۹۰ طبع دار الفکر وسندہ صحیح]

رواۃ کا تعارف:

اس اثر کے تمام رواۃ ثقہ ہیں، ان کا مختصر تعارف درج ذیل ہے۔

علی بن مسهر القرشی الکوفی

آپ کی درج ذیل ائمہ نے توثیق کی ہے۔

امام ابوالحسن احمد بن عبداللہ بن صالح العجلی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۶۱ھ) فرماتے ہیں:

وكان ممن جمع الحديث والفقه ثقة۔

[تاریخ الثقات ص ۱۵۸ ت ۱۲۱۳ طبع مکتبۃ الدار]

امام ابوزرعہ عبداللہ بن عبدالکریم بن یزید الرازی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۶۴ھ) فرماتے ہیں:

ثقة، صدوق۔

[الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۶ ص ۲۰۴ ت ۱۱۱۹ طبع دار احیاء التراث العربي]

امام الجرح والتعدیل یحیی بن معین رحمہ اللہ (المتوفی ۲۳۳ھ) نے بھی ان کی توثیق فرمائی ہے۔ [تاریخ عثمان بن سعید الدارمی ص ۱۵۵ رقم ۵۴۹ طبع دار المامون]

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (المتوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وکان فقیھا محدثا ثقة۔ [الکاشف ج ۲ ص ۴۷ طبع دار القبلة]

امام ابوالفضل احمد بن علي بن محمد بن احمد بن حجر العسقلاني رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں: ثقة۔ [تقریب التھذیب ص ۴۰۵ ت ۴۸۰۰ بتحقیق محمد عوامہ]

عبید اللہ بن عمر بن حفص القرشی

آپ کی بھی ائمہ حدیث نے توثیق کررکھی ہے۔

امام ابوزرعہ عبداللہ بن عبدالکریم بن یزید الرازی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۶۴ھ) فرماتے ہیں: ثقة۔

[الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۵ ص ۳۲۶ ت ۱۵۴۵ طبع دار إحیاء التراث العربي]

امام ابوحاتم محمد بن ادریس الرازی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۷۷ھ) فرماتے ہیں: ثقة۔

[الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۵ ص ۳۲۶ ت ۱۵۴۵ طبع دار إحیاء التراث العربي]

امام الجرح والتعدیل یحیی بن معین رحمہ اللہ (المتوفی ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں:

عبید اللہ بن عمر من الثقات۔

[الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۵ ص ۳۲۶ ت ۱۵۴۵ طبع دار إحیاء التراث العربي وسندہ صحیح]

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (المتوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں: الفقیہ الثبت۔

[الکاشف ج ۱ ص ۶۸۵ ت ۳۵۷۶ طبع دار القبلة للثقافة الإسلامية]

امام ابوالفضل احمد بن علي بن محمد بن احمد بن حجر العسقلاني رحمہ اللہ (المتوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں: ثقة، ثبت۔

[تقریب التھذیب ص ۳۷۴ ت ۴۳۲۴ طبع دار الرشید]

نافع رحمہ اللہ مولی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

آپ کی جلالت، عدالت وامامت پر محدثین عظام کا اتفاق ہے۔

امام ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۳۰ھ) فرماتے ہیں:

وکان ثقة، کثیر الحدیث۔

[الطبقات الکبری ج ۵ ص ۳۴۲ ت ۱۰۴۷ طبع دار الکتب العلمية]

امام ابوالحسن احمد بن عبداللہ بن صالح العجلی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۱۶ھ) فرماتے ہیں:

تابعي، ثِقة۔ [تاریخ الثقات ص ۳۱۰ ت ۱۸۳۸ طبع مکتبة الدار]

امام ابویعلی خلیل بن عبداللہ بن احمد بن ابراہیم الخلیلي رحمہ اللہ (المتوفی ۴۴۶ھ) فرماتے ہیں:

مِن أَئِمَّةِ التَّابِعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، إِمَامٌ فِي الْعِلْمِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

یعنی نافع اہل مدینہ کے کبار تابعین میں سے ہیں، علم (حدیث) کے امام ہیں، ان کی امامت پر اتفاق ہے۔

[الإرشاد في معرفة علماء الحدیث ج ۱ ص ۲۰۵ طبع مکتبة الرشد]

امام ابوالفضل احمد بن علي بن محمد بن احمد بن حجر العسقلاني رحمہ اللہ (المتوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں: ثقة، ثبت، فقیه، مشهور۔

[تقریب التھذیب ص ۵۵۹ ت ۷۰۸۶ طبع دار الرشید]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم:

کسی بھی صحابی رضی اللہ عنہ سے ایک طرف سلام کی مخالفت ثابت نہیں، گویا کہ اس پر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اتفاق تھا، اور یہ بھی یاد رہے کہ اس اجماع کی کئی ائمہ وعلماء نے صراحت بھی کردی ہے، جیسا کہ امام ابو محمد عبداللہ بن احمد ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ (المتوفی ۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

التَّسْلِيمُ عَلَى الْجِنَازَةِ تَسْلِيمَةٌ وَاحِدَةٌ، عَنْ سِتَّةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ فِيهِ اخْتِلَافٌ إِلَّا عَنْ إِبْرَاهِيمَ۔

یعنی نماز جنازہ میں ایک طرف سلام پھیرنا چھ صحابہ سے مروی ہے، ابراہیم نخعی (تابعی) کے علاوہ کسی سے بھی اختلاف ثابت نہیں۔

[المغنی ج ۲ ص ۴۹۱ طبع مکتبۃ الریاض الحدیثیہ]

مزید فرماتے ہیں:

مَنْ سَمَّيْنَا مِنَ الصَّحَابَةِ، وَلَمْ يُعْرَفْ لَهُمْ مُخَالِفٌ فِي عَصْرِهِمْ، فَكَانَ إِجْمَاعًا۔

یعنی جن صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہم نے نام لئے ہیں ان کے زمانے میں ان کی مخالفت ثابت نہیں پس اس (ایک طرف سلام) پر اجماع ہو گیا۔

[المغنی ج ۲ ص ۴۹۱ طبع مکتبۃ الریاض الحدیثیہ]

امام صاحب مزید جوزجانی سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

أَمَّا إِذَا أَجْمَعَ النَّاسُ وَاتَّفَقَتِ الرِّوَايَةُ عَنِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ، فَشَذَّ عَنْهُمْ رَجُلٌ، لَمْ يُقَلْ لِهٰذَا اخْتِلَافٌ۔

یعنی جب لوگوں کا اس (جنازے میں ایک طرف سلام پھیرنے پر) اجماع ہو گیا اور صحابہ وتابعین سے اتفاق ثابت ہو گیا تو ایک آدمی کے شاذ قول کو اختلاف کا نام نہیں دیا جائیگا۔ [المغنی ج ۲ ص ۴۹۱ طبع مکتبۃ الریاض الحدیثیہ]

امام صاحب کی تصریح سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ میں ایک طرف سلام پر اجماع ہے اور دو طرف سلام والا موقف شاذ ہے، اور شاذ اقوال کے پیچھے لگنا اہل حق کی شان سے بعید ہے۔ جیسا کہ اہل سنت کے مشہور امام عثمان بن سعید الدارمی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۸۰ھ) فرماتے ہیں:

انَّ الَّذِي يُرِيدُ الشُّذُوذَ عَنِ الْحَقِّ، يَتَّبِعُ الشَّاذَّ مِنْ قَوْلِ الْعُلَمَاءِ، وَيَتَعَلَّقُ بِزَلَّاتِهِمْ، وَالَّذِي يَؤُمُّ الْحَقَّ فِي نَفْسِهِ يَتَّبِعُ الْمَشْهُورَ مِنْ قَوْلِ جَمَاعَتِهِمْ، وَيَنْقَلِبُ مَعَ جُمْهُورِهِمْ، فَهُمَا آيَتَانِ بَيِّنَتَانِ يُسْتَدَلُّ بِهِمَا عَلَى اتِّبَاعِ الرَّجُلِ، وَعَلَى ابْتِدَاعِهِ۔

یعنی جو شخص حق سے روگردانی کرنا چاہتا ہے وہ علماء کے اقوال میں سے شاذ قول کی پیروی کرتا ہے اور ان کی غلطی کو حجت بنالیتا ہے اور جو شخص حق کا طالب ہوتا ہے وہ علماء کے مشہور قول کی پیروی کرتا ہے اور جمہور علماء کا ساتھ دیتا ہے۔ یہ دو نشانیاں بڑی واضح ہیں ان کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ذریعے سے متبع اور مبتدع شخص کو باسانی پہچانا جاسکتا ہے۔

[الرد على الجهمية ص ۱۲۴ طبع دار ابن الأثير – الكويت]

امام صاحب کا یہ قول نماز جنازہ میں دو طرف سلام پھیرنے کے قائلین کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

امام ابوبکر بن منذر نیساپوری رحمہ اللہ (المتوفی ۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

تَسْلِيمَةٌ أَحَبُّ إِلَيَّ لِحَدِيثِ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ؛ وَلِأَنَّهُ الَّذِي عَلَيْهِ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُمْ أَعْلَمُ بِالسُّنَّةِ مِنْ غَيْرِهِمْ؛ وَلِأَنَّهُمُ الَّذِينَ حَضَرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَحَفِظُوا عَنْهُ، وَلَمْ يَخْتَلِفْ مِمَّنْ رُوِّينَا ذَلِكَ عَنْهُ مِنْهُمْ۔

یعنی نماز جنازہ میں ایک طرف سلام پھیرنا مجھے ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے زیادہ پسند ہے اور اس لیے بھی کہ اس (ایک طرف سلام) پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل رہا ہے وہ دیگر لوگوں کی بنسبت سنت کا زیادہ علم رکھنے والے تھے، اور انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی نماز کا مشاہدہ کیا اور اسے یاد کیا اور جن صحابہ سے ایک طرف سلام پھیرنا ثابت ہے، ان سے کسی بھی (صحابی) نے اختلاف نہیں کیا۔

[الاوسط في السنن والإجماع والاختلاف ج ۵ ص ۴۴۶ طبع دار طيبة]

سعودی عرب کی فتاوی کمیٹی (لجنة الدائمة) نے بھی ایک طرف سلام پر اجماع نقل کیا ہے، فرماتے ہیں:

وتتابع العمل من الصحابة والتابعين رضي الله عنهم على تسليمة واحدة

عن اليمين من صلاة الجنازة، ولم يعرف بينهم خلاف في ذلك، ولم يثبت عن أحد منهم فيما نعلم أنه انصرف منها بتسليمتين۔

یعنی صحابہ اور تابعین کا ہمیشہ نماز جنازہ میں ایک طرف سلام پر عمل رہا ہے، ان کے درمیان اس مسئلے میں کوئی اختلاف نہیں تھا۔ ہماری معلومات کے مطابق ان (صحابہ وتابعین) میں سے کسی ایک سے بھی نماز جنازہ میں دو طرف سلام پھیرنا ثابت نہیں۔

[فتاوى اللجنة الدائمة ج ۸ ص ۳۹۰ طبع إدارة البحوث العلمية والإفتا]

معلوم ہوا کہ جنازے میں ایک طرف سلام پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظیم الشان جماعت کا اجماع واتفاق ہے، اور اجماعی مسئلے کا انکار کرنے والے کے متعلق دیوبندیوں کے مناظر ماسٹر امین اوکاڑوی کا فتوی ملاحظہ کیجئے وہ کہتے ہیں: "اجماع امت کا مخالف بحکم قرآن وحدیث دوزخی ہے اور حدیث میں اجماع سے کٹنے والے کو شیطان بھی کہا گیا ہے۔

[تجلیات صفدر ج ۳ ص ۳۵۱ طبع مکتبہ امدادیہ ملتان]

نماز جنازہ میں ایک سلام اور سلف صالحین

1 امام مکحول شامی رحمہ اللہ (تابعی)

امام عبداللہ بن علاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَلَّيْتُ خَلْفَ مَكْحُولٍ عَلَى جِنَازَةٍ فَسَلَّمَ تَسْلِيمَةً عَنْ يَمِينِهِ ۔ یعنی میں نے امام مکحول رحمہ اللہ کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی تو انہوں نے صرف دائیں جانب ایک سلام پھیرا۔ [مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۱۹۱ ح ۱۱۵۰۶ طبع دار الفکر وسندہ صحیح]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲ امام حسن بصری رحمہ اللہ (تابعی)

امام حسن بن ابی الحسن البصری رحمہ اللہ بھی نماز جنازہ میں ایک ہی جانب سلام پھیرنے کے قائل تھے۔[مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۱۹۱ طبع دارالفکر وسندہ صحیح]

ان تابعین کی ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے علاوہ کسی سے بھی مخالفت ثابت نہیں، اور ابراہیم نخعی کا عمل صحیح حدیث وعمل سلف کے خلاف ہونے کی وجہ سے لائق التفات ہی نہیں، نیز ان سے نماز جنازہ میں ایک طرف سلام بھی ثابت ہے۔

[مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۴۸۲ ح ۴۴۵۶ طبع دارالفکر وسندہ صحیح]

اور یہ بھی یاد رہے کہ ائمہ کے اتفاقی عمل کے مقابلے میں ایک یا دو کی مخالفت سے کوئی فرق نہیں پڑتا جیسا کہ آل دیوبند کے امام سرفراز صفدر حیاتی لکھتے ہیں:

بعض حضرات کی مخالفت اجماع پر اثر انداز نہیں ہوتی۔[عمدۃ الاثاث ص ۴۴ طبع مکتبہ صفدریہ]

یہی بات اس مسئلہ (جنازے میں ایک طرف سلام) کے بارے میں امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نے نقل کی۔[المغنی ج ۲ ص ۴۹۱ طبع مکتبۃ الریاض الحدیثیہ]

۳ امام عبداللہ بن مبارک المروزی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۸۱ھ)

امام صاحب بھی نماز جنازہ میں ایک ہی جانب سلام کے قائل اور دونوں طرف سلام پھیرنے کے سخت مخالف تھے۔جیسا کہ وہ فرماتے ہیں:

مَنْ سَلَّمَ عَلَى الْجِنَازَةِ تَسْلِيمَتَيْنِ فَهُوَ جَاهِلٌ جاهل۔

یعنی جس نے نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام پھیرا وہ جاہل ہے جاہل ہے۔

[مسائل الإمام أحمد برواية أبي داود السجستاني ص ۲۱۸ طبع مكتبة ابن تيمية، مصر]

۴ امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ (المتوفی ۲۴۱ھ)

امام صالح بن احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۶۵ھ) اپنے والد گرامی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں:

وَكَانَ يكبر على الْجِنَازَة أَرْبعا وَيرْفَع يَدَيْهِ مَعَ كل تَكْبِيرَة وَيقْرَأ فَاتِحَة الْكتاب فِي أول تَكْبِيرَة ثمَّ يسلم تَسْلِيمَة وَاحِدَة۔

یعنی آپ رحمہ اللہ جنازے پر چار تکبیریں کہتے، ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے، پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھتے، پھر ایک ہی سلام پھیر دیتے۔

[سيرة الإمام أحمد بن حنبل لابي الفضل صالح بن احمد بن حنبل ص ۴۰ طبع دار الدعوة]

اور اسی طرح امام صاحب رحمہ اللہ کے دوسرے فرزند عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے بھی اپنے والد گرامی (احمد بن حنبل رحمہ اللہ) کے بارے میں نماز جنازہ میں ایک ہی جانب سلام پھیرنا بیان کیا ہے۔

[مسائل أحمد بن حنبل برواية عبد الله بن احمد ص ۱۴۰ طبع المكتب الإسلامي]

۵ امام اسحق بن راہویہ رحمہ اللہ (المتوفی ۲۳۸ھ)

اہل سنت کے مشہور امام ابو یعقوب اسحق بن ابراہیم بن مخلد المروزی المعروف بابن راہویہ رحمہ اللہ بھی نماز جنازہ میں ایک ہی طرف سلام پھیرنے کے قائل تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[مسائل الإمام أحمد بن حنبل وإسحاق بن راهويه برواية اسحق بن منصور الكوسج ج ٢ ص ٥٨٢ طبع الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة]

٦ امام ابو عبداللہ محمد بن نصر بن الحجاج المروزي (المتوفی ٢٩٤ھ) فرماتے ہیں:

وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ وعامة أهل الحديث: تسليمة واحدة.

امام عبداللہ بن مبارک اور عام اہل حدیث نماز جنازہ میں ایک ہی طرف سلام کے قائل ہیں۔ [اختلاف العلماء للمروزی ص٢١٢ طبع اضواء السلف ریاض]

٧ امام ابوبکر محمد بن ابراہیم بن منذر النیسابوری رحمہ اللہ (لمتوفی ٣١٩ھ)

امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَسْلِيمَةٌ أَحَبُّ إِلَيَّ لِحَدِيثِ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ؛ وَلِأَنَّهُ الَّذِي عَلَيْهِ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُمْ أَعْلَمُ بِالسُّنَّةِ مِنْ غَيْرِهِمْ؛ وَلِأَنَّهُمُ الَّذِينَ حَضَرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَحَفِظُوا عَنْهُ، وَلَمْ يَخْتَلِفْ مِمَّنْ رُوِّينَا ذَلِكَ عَنْهُ مِنْهُمْ۔

یعنی نماز جنازہ میں ایک طرف سلام پھیرنا مجھے ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث وجہ سے زیادہ پسند ہے اور اس لئے بھی کہ اس (ایک طرف سلام) پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل رہا ہے وہ دیگر لوگوں کی بنسبت سنت کا زیادہ علم رکھنے والے تھے، اور انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا مشاہدہ کیا اور اسے یاد کیا اور جن صحابہ سے ایک طرف سلام پھیرنا ثابت ہے، ان سے کسی بھی صحابی نے اختلاف نہیں کیا۔

[الاوسط في السنن والإجماع والاختلاف ج ٥ ص ٤٤٦ طبع دار طيبة]

٨ امام ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر الاندلسی رحمہ اللہ (المتوفی ٤٦٣ھ)

فرماتے ہیں:

فَجُمْهُورُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ عَلَى تَسْلِيمَةٍ وَاحِدَةٍ۔

یعنی سلف وخلف میں سے جمہور اہل علم نماز جنازہ میں ایک سلام کے قائل ہیں۔

[الاستذکار ج ٣ ص ٢٢ طبع دار الکتب العلمیة]

٩ امام ابو محمد موفق الدین عبداللہ بن احمد ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ (المتوفی ٦٢٠ھ)

فرماتے ہیں:

السنة ان يسلم على الجنازة تسليمة واحدة۔

یعنی جنازے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ ایک طرف سلام پھیرا جائے۔

[المغني ج ٢ ص ٤٩١ طبع مکتبة الرياض الحديثيه]

١٠ شیخ الاسلام ثانی امام شمس الدین بن ابی بکر بن ایوب بن سعد ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ (المتوفی ٧٥١ھ) نے بھی جمہور کے موقف کی تائید کی ہے۔

[زاد المعاد في هدي خير العباد ج ١ ص ٤٩٢ طبع مؤسسة الرسالة]

١١ امام علاء الدین ابو الحسن علي بن سليمان المرداوي رحمہ اللہ (المتوفی ٨٨٥ھ)

فرماتے ہیں:

هَذَا الْمَذْهَبُ، وَعَلَيْهِ جَمَاهِيرُ الْأَصْحَابِ وَنَصَّ عَلَيْهِ۔

یعنی یہی (ہمارا) مذہب ہے، اور اسی پر (ہمارے) اکثر علماء کا (فتوی) ہے، اور اسی (ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرف سلام) پر نص (دلیل) موجود ہے۔

[الانصاف في معرفة الراجح من الخلاف ج ۲ ص ۵۲۳ طبع دار إحياء التراث العربي]

۱۲ امام محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان التمیمی النجدی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۲۰۶ھ) فرماتے ہیں:

السنة تسليمة واحدة عن يمينه.

یعنی نماز جنازہ میں سنت یہ ہے کہ ایک ہی سلام دائیں جانب پھیرا جائے۔

[مختصر الإنصاف والشرح الكبير ۲۱۵ طبع مطابع الرياض]

۱۳ امام ابو محمد عبدالعزیز بن محمد بن عبدالرحمن بن عبدالمحسن السلمانی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۴۲۲) نے بھی نماز جنازہ کا طریقہ بیان کرتے ہوئے ایک ہی طرف سلام کو بیان کیا ہے۔

[الاسئلة والاجوبة الفقهية ج ۱ ص ۲۶۵ مکتبہ شاملہ]

۱۴ سابق مفتی اعظم سعودی عرب علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ (المتوفی ۱۴۲۰ھ) نماز جنازہ کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ثم يسلم عن يمينه تسليمة واحدة.

پھر وہ دائیں جانب ایک ہی سلام پھیریگا۔

[مجموع فتاوى العلامة عبدالعزيز بن باز ج ۱۳ ص ۱۴۱ مکتبہ شاملہ]

۱۵ علامہ محمد بن صالح بن محمد العثیمین رحمہ اللہ (المتوفی ۱۴۲۱ھ) نے بھی نماز جنازہ کے

طریقہ میں ایک ہی سلام بتایا ہے۔

[فتاوى اركان الإسلام ص ۴۰۹ طبع دار الثريا]

۱۶ سعودی عرب فتاوی کمیٹی (اللجنة الدائمة) کا فیصلہ کن فتوی ملاحظہ کیجئے:

وتتابع العمل من الصحابة والتابعين رضي الله عنهم على تسليمة واحدة عن اليمين من صلاة الجنازة، ولم يعرف بينهم خلاف في ذلك، ولم يثبت عن أحد منهم فيما نعلم أنه انصرف منها بتسليمتين، وإنما خالف بعض الفقهاء في ذلك بعدهم، قياسا لها على الصلوات ذات الركوع والسجود، والقياس لا يعمل به في العبادات؛ لأنها مبنية على ما دل عليه القرآن أو ثبتت به السنة عن النبي صلى الله عليه وسلم.

یعنی صحابہ اور تابعین کا ہمیشہ نماز جنازہ میں ایک طرف سلام پر عمل رہا ہے، ان کے درمیان اس مسئلے میں کوئی اختلاف نہیں تھا۔ ہماری معلومات کے مطابق ان (صحابہ وتابعین) میں سے کسی ایک سے بھی نماز جنازہ میں دو طرف سلام پھیرنا ثابت نہیں۔ رہی بات ان (صحابہ وتابعین) کے بعد والے فقہاء کے اختلاف کی تو وہ رکوع وسجود والی (عام) نمازوں پر قیاس کرنے کی وجہ سے ہے۔ جبکہ عبادات میں قیاس پر عمل نہیں کیا جاتا کیونکہ عبادات قرآن اور حدیث سے ثابت شدہ چیز پر قائم ہیں۔

[فتاوى لجنة الدائمة ج ۸ ص ۳۹۰ طبع إدارة البحوث العلمية والإفتاء]

۱۷ محدث دیار سندھ شیخ العرب والعجم علامہ ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۴۱۶ھ) فرماتے ہیں: نماز جنازہ میں سلام صرف دائیں طرف پھیرنا چاہئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[مقالات راشدیہ ج ۵ ص ۴۸ طبع نعمانی کتب خانہ لاہور]

۱۸ محدث العصر علامہ ابوالقاسم محب اللہ شاہ راشدی ﷫ (المتوفی ۱۴۱۵ھ) بھی جنازے میں ایک ہی طرف سلام پھیرنے کے قائل وفاعل تھے، جیسا کہ مبلغ اہل حدیث ڈاکٹر عبدالحفیظ سموں ﷾ اسی کتاب کے مقدمہ میں فرماتے ہیں: پاکستان میں شیخ العرب والعجم علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی ﷫، سماحۃ الشیخ محب اللہ شاہ راشدی ﷫، فضیلۃ الشیخ اور محقق العصر حافظ زبیر علی زئی ﷫ کا فتوی بھی ایک سلام کے متعلق ہے، سید بدیع الدین راشدی ﷫ اور سید محب اللہ شاہ راشدی ﷫ کے فتاوی خود مجھے ضلع سانگھڑ سے تعلق رکھنے والے اہل حدیث بزرگ محترم عبدالرحیم شر صاحب نے دکھائے تھے۔

[ملاحظہ کیجئے اسی کتاب کا مقدمہ]

۱۹ اسی دوراں محدث العصر حافظ ابومعاذ زبیر علی زئی ﷫ (المتوفی ۱۴۳۵ھ) نے بھی جمہور کے موقف کو ترجیح دی ہے۔[فتاوی علمیہ ج ۱ ص ۵۴۴، ھدیۃ المسلمین ۱۳۹ طبع جدید]

۲۰ سعودی عرب کے موجودہ مفتی شیخ صالح بن فوزان السعودی ﷾ کا بھی یہی موقف ہے۔[مجموع فتاوی ج ۱ ص ۳۶۵ مکتبہ شاملہ]

۲۱ امام العصر فی العقیدہ، استاذ العلماء واستاذی علامہ عبداللہ ناصر رحمانی ﷾ بھی اسی کے قائل وفاعل ہیں جیسا کہ راقم نے ان سے دوران طالب علمی پوچھا تھا اور ان کے فرزند، ہمارے دوست شیخ بدیع الدین بن عبداللہ ناصر رحمانی ﷾ کا بھی یہی بیان ہے۔

اس طرح کے اور بھی بہت سارے حوالے موجود ہیں لیکن ہم نے اختصار کے پیش نظر

بطور نمونہ بعض اکابرین کی عبارات پیش کردیں ہیں۔ پاکستان کے کئی محققین و علماء مثلا استاذ العلماء واستاذی شیخ ذوالفقار علی طاہر ﷫، استاذ محترم علامہ غلام مصطفی ظہیر امن پوری، استاذ محترم حافظ محمد سلیم (مفتی جمعیت اہلحدیث سندھ) شیخ حافظ ندیم ظہیر، اہل سندھ کے مایہ ناز مبلغ ڈاکٹر عبدالحفیظ سموں، جماعت کے مناظرین حافظ محمد عمر صدیق، شیخ ابوالاسجد محمد صدیق رضا ﷾ اور سندھ کے اکثر علماء اہلحدیث کا اسی پر عمل ہے، اور اسی طرح عرب علماء کی اکثریت بھی اسی کی قائل وفاعل ہے۔

دونوں طرف سلام پھیرنے کے دلائل کا جائزہ

نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام پھیرنے کے قائلین کی طرف سے اپنے موقف کے حق میں جو بھی روایات پیش کی جاتی ہیں وہ بلحاظ سند پایہ صحت کو نہیں پہنچتیں، اس لئے ان سے حجت پکڑنا درست نہیں۔ ان دلائل کا جائزہ پیش خدمت ہے:

دلیل نمبر (۱)

وَأَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الرَّازِيُّ الْحَافِظُ، أنبأ زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ زِيَادٍ النَّيْسَابُورِيُّ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ سَعْدٍ الزُّهْرِيُّ، ثنا سَعِيدُ بْنُ حَفْصٍ، ثنا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، وَالْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: " ثَلَاثُ خِلَالٍ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُنَّ، تَرَكَهُنَّ النَّاسُ، إِحْدَاهُنَّ: التَّسْلِيمُ عَلَى الْجِنَازَةِ مِثْلُ التَّسْلِيمِ فِي الصَّلَاةِ۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں: تین کام ایسے ہیں جن کو اللہ کے رسول ﷺ کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے ان میں سے ایک جنازے میں عام نمازوں کی طرح سلام پھیرنا ہے۔

[السنن الکبری ج ۱ ص ۷۱ ح ۶۹۸۹ طبع دار الکتب العلمیة]

تجزیہ اس روایت کی سند تین علل کی وجہ سے ضعیف (مردود) ہے۔

علت (۱) حماد بن ابی سلیمان کا اختلاط حماد بن ابی سلیمان الکوفی کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا۔

[کما قال الامام احمد بن حنبل فی سوالات ابی داود عن احمد بن حنبل ص ۲۹۰ رقم ۳۳۸ طبع مکتبة العلوم والحکم، وقال الامام ابن سعد فی الطبقات الکبری ج ۶ ص ۳۳ طبع دار صادر وقال الھیثمی فی المجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۰۱ طبع دار الکتب العربی وانظر معجم المختلطین ۷۸۔۷۹]

نیز جماعت کے نامور محققین محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ اور علامہ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ نے بھی ان کو مختلط کہا ہے۔[فتاوی علمیہ ج ۱ ص ۵۴۴، مقالات الشیخ ارشاد الحق اثری ج ۳ ص ۱۳۱ ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد]

مزید یہ کہ حماد بن ابی سلیمان نے اپنے اختلاط و تدلیس کا اعتراف بھی کر رکھا ہے۔

[انظر تقدمة الجرح والتعدیل ص ۱۶۵ وسندہ صحیح]

مختلط کی روایت کا حکم:

بعض احباب مختلط راوی کی روایات میں (صحت وضعف کے) تمیز کے حوالے سے تشکی کا شکار ہیں۔ اس لئے مناسب رہے گا کہ اس کے حکم پر بھی بحث کی جائے، علم حدیث سے

تعلق رکھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ ائمہ حدیث ایسے رواۃ کی ان احادیث کو جو ان سے قبل از اختلاط لی گئی ہیں قبول کرتے اور جو ان سے بعد از اختلاط بیان کی گئی ہیں انہیں رد کر دیتے تھے۔ اب یہ کیسے معلوم ہوگا کہ اس راوی کی فلاں روایت اختلاط سے پہلے کی بیان کردہ ہے اور فلاں روایات اختلاط سے بعد کی ہے؟ تو اس بارے میں مسلم اصول ہے کہ یہ پتا اس کے شاگردوں سے چلے گا کہ جن شاگردوں نے اختلاط سے پہلے سنا ہے ان کی روایات صحیح اور جنہوں نے بعد میں سنا ہے ان کی روایات ضعیف متصور ہونگیں، اصول حدیث کی تمام تر کتب میں مختلط کا یہی حکم مذکور ہے، توضیح و توجیہ کے لئے تین مشہور کتب کی عبارات پیش خدمت ہیں:

(۱) امام ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمن۔ ابن الصلاح رحمہ اللہ (المتوفی ۶۴۳ھ) فرماتے ہیں:

وَالْحُكْمُ فِيهِمْ أَنَّهُ يُقْبَلُ حَدِيثُ مَنْ أُخِذَ عَنْهُمْ قَبْلَ الِاخْتِلَاطِ، وَلَا يُقْبَلُ حَدِيثُ مَنْ أُخِذَ عَنْهُ بَعْدَ الِاخْتِلَاطِ، أَوْ أُشْكِلَ أَمْرُهُ فَلَمْ يُدْرَ هَلْ أُخِذَ عَنْهُ قَبْلَ الِاخْتِلَاطِ أَوْ بَعْدَهُ۔

مختلطین کی روایات کا حکم یہ ہے کہ جن رواۃ نے ان کے حافظہ خراب ہونے سے پہلے سنا ہے ان کی بیان کردہ احادیث مقبول ہونگیں، اور جنہوں نے ان سے اختلاط (حافظہ کی خرابی) کے بعد سنا ہے یا ان کا معاملہ مشکل ہو گیا کہ یہ پتا نہیں چل سکا کہ اس (راوی) نے ان سے اختلاط سے پہلے سنا ہے یا بعد میں تو ان دونوں صورتوں میں انکی روایات کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

[مقدمہ ابن الصلاح ص ۱۹۵ النوع الثانی والستون طبع فاروقی کتب خانہ ملتان]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲ امام ابوزکریا یحیٰی بن شرف النووی رحمہ اللہ (التوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

فیقبل ماروی عنهم قبل الاختلاط، ولا یقبل مابعده أو شك فیه۔

جن رواۃ نے ان (مختلطین) سے اختلاط (حافظہ کی خرابی) سے پہلے سنا ہے ان کی روایات قبول کی جائیں گی، اور جن رواۃ نے ان سے حافظہ کی خرابی کے بعد سنا یا وہ رواۃ جن کے بارے میں شک ہے (یعنی یہ معلوم نہیں کہ انہوں نے اختلاط سے پہلے سنا ہے یا بعد میں) ان کی روایات قبول نہیں کی جائیں گی۔

[التقریب للنووی ص ۱۲۰ النوع الثانی والستون طبع دار الکتاب العربي]

۳ امام ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن حجر العسقلانی رحمہ اللہ (التوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

والحُكْمُ فيهِ أَنَّ ما حَدَّثَ به قبلَ الاختلاطِ إذا تَمَيَّزَ قُبِلَ، وإذا لم يَتَمَيَّزْ تُوُقِّفَ فيهِ۔

یعنی جس راوی کا اختلاط سے پہلے بیان کرنا واضح ہو جائے تو اس کی روایت قبول کی جائیگی، اور جس کا اختلاط سے پہلے بیان کرنا واضح نہ ہو تو اس کی روایت قبول کرنے سے توقف کیا جائیگا۔

[شرح نخبة الفکر ص ۱۰۵، ۲۰۴ طبع مکتبة البشری کراچی]

فائدہ محدثین کے اس مسلم اصول وقانون کو آلِ تقلید نے بھی تسلیم کیا ہے جیسا کہ معروف

متعصب دیوبندی جناب سرفراز خان صفدر نے مختلط کے بارے میں کہا: ایسے راوی کی روایت اختلاط سے پہلے کی حجت ہے مگر اختلاط کے بعد کی روایت حجت نہیں۔

[خزائن السنن ج ۱ ص ۲ طبع مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ]

اور اسی طرح مفتی تقی عثانی دیوبندی کہتے ہیں: بعض اوقات ایک راوی کی احادیث ایک مخصوص زمانہ تک صحیح و مقبول ہوتی ہیں اور اس کے بعد کی روایات ضعیف و مردود، امام بخاری رحمہ اللہ ایسے مواقع پر اس بات کا اہتمام کرتے ہیں کہ ایسے راوی کی صرف پہلے دور کی روایات لی جائیں"

[درس ترمذی ج ۱ ص ۶۵ طبع مکتبہ دارالعلوم کراچی]

نیز ملا علی قاری حنفی (التوفی ۱۰۱۴ھ) نے بھی شرح شرح نخبۃ الفکر ص ۵۳۸ طبع دارالارقم میں اس اصول کو تسلیم کیا ہے۔

اسی مسلم اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے حماد (مختلط) کی اسی روایت کو پرکھا جائیگا کہ یہ روایت انہوں نے حافظہ خراب ہونے سے قبل تلامذہ کو سنائی ہے یا بعد میں؟ تو اس بارے میں امام ابوالحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان الہیثمی رحمہ اللہ (التوفی ۸۰۷ھ) کا فیصلہ ملاحظہ کیجئے

امام صاحب فرماتے ہیں:

وَلَمْ يقبل مِن حَدِيث حَمَّادٍ إِلَّا مَا رَوَاهُ عَنْهُ الْقُدَمَاءُ: شُعْبَةُ، وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَالدَّسْتَوَائِيُّ، وَمَنْ عَدَا هَؤُلَاءِ رَوَوْا عَنْهُ بَعْدَ الِاخْتِلَاطِ۔

یعنی حماد کی صرف وہی حدیث مقبول ہوگی جو ان سے قدماء (اختلاط سے پہلے سننے والے رواۃ) شعبہ، سفیان ثوری، دستوائی (یعنی ھشام بن ابی عبداللہ) نے روایت کی ہو، ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رواۃ کے علاوہ نے حماد سے اختلاط کے بعد سنا ہے۔

[مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۲۰ طبع دار الکتب العربی وطبعۃ اخری ج ۱ ص ۱۲۴ طبع مؤسسۃ الرسالۃ]

یاد رہے کہ امام ہیثمی رحمہ اللہ کا احناف کے نزدیک بھی بہت بڑا مقام ہے آل دیوبند کے امام سرفراز صفدر صاحب لکھتے ہیں: اپنے وقت میں اگر علامہ ہیثمی کو صحت و سقم کی پرکھ نہیں تھی تو اور کس کو تھی؟

[احسن الکلام ص ۲۹۰ طبع مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ]

امام ہیثمی رحمہ اللہ کی اس تصریح سے معلوم ہوا کہ حماد بن ابی سلیمان کے ان تین شاگردوں کے علاوہ تمام شاگردوں نے اختلاط کے بعد سنا ہے تو زیر بحث روایت میں ان سے روایت کرنے والے زید بن ابی انیسہ کا شمار ان تینوں میں نہیں ہوتا لہٰذا اس کا حماد سے بعد از اختلاط سننا یقینی ہے۔

حماد کی ابراہیم نخعی سے بیان کردہ روایات کا حکم

محدثین کے اتفاقی قانون کے پیش نظر حماد کی اختلاط کے بعد بیان کردہ روایات ضعیف تصور کی جائیں گی، اس کے برعکس ہمارے بعض دوستوں کا یہ کہنا کہ حماد کی اختلاط کے بعد بھی ابراہیم نخعی سے بیان کردہ روایات صحیح ہوتی ہیں، دو وجوہ سے غلط ہے۔ ❶ یہ بات محدثین کے اتفاقی اصول وقاعدہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابل توجہ ہی نہیں۔ ❷ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (المتوفی ۲۴۱ھ) نے صراحت کر دی ہے کہ حماد کی ابراہیم نخعی سے بیان کی گئی روایات بھی اختلاط کے بعد مردود ہوتی ہیں، جیسا کہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ

(المتوفی ۲۷۵ھ) فرماتے ہیں: "قلت لأحمد مغيرة أحب إليك في إبراهيم أو حماد۔"

یعنی میں نے امام احمد سے پوچھا کہ آپ کو ابراہیم نخعی سے روایت بیان کرنے میں مغیرہ پسند ہے یا حماد؟ تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے محدثین کے قانون پر عمل کرتے ہوئے دوٹوک الفاظ میں فرمایا:

ما فيما روى سفيان وشعبة عن حماد فحماد أحب إلي لأن في حديث الآخرين عنه تخليطا۔

یعنی جب ان سے شعبہ اور سفیان روایت کریں تو مجھے حماد پسند ہوتا ہے کیونکہ دوسروں کی احادیث اختلاط والی ہوتی ہیں۔

[سؤالات أبي داود لامام احمد بن حنبل في جرح الرواة وتعديلهم ص ۲۹۰ رقم ۳۳۸ طبع مكتبة العلوم والحكم]

امام صاحب کے اس فرمان کے بعد حماد کی ابراہیم سے مروی تمام روایات کو صحیح کہنے والوں کے موقف کی حیثیت تار عنکبوت کی سی بھی نہیں رہ جاتی۔ مزید یہ کہ ائمہ حدیث نے حماد کی ابراہیم سے مروی احادیث پر خاص جرح بھی کر رکھی ہے، جیسا کہ امام عثمان بن مسلم البتی فرماتے ہیں: كان حماد إذا قال برأيه أصاب وإذا قال قال إبراهيم أخطأ۔

یعنی جب حماد اپنی رائے سے کہیں تو درست کہتے ہیں اور جب قال ابراہیم کہیں تو غلطی کرتے ہیں۔ [العلل ومعرفة الرجال للامام احمد ج۲ ص۱۸۸ بتحقيق الشيخ وصي الله عباس]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہاں پر یہ بھی واضح رہے کہ بعض نے [طبقات ابن سعد ۲۴۷/۹] کے حوالے سے عثمان البتی سے یہ الفاظ نقل کیا ہے: كان حماد إذا قال برأيه أصاب وإذا قال غير إبراهيم أخطأ۔ [طبقات ابن سعد ۲۴۷/۹]

تبصرہ: عثمان البتی کے یہ الفاظ دو وجوہ سے شاذ کے حکم میں ہیں۔

۱ یہ الفاظ بیان کرنے والے سلام بن ابی المنذر نے اپنے سے اوثق رواۃ حماد بن سلمہ اور عثمان بن عثمان کی مخالفت کی ہے، ان دونوں نے یہ قول غیر کے بغیر روایت کیا ہے۔ [دیکھیے کتاب الضعفاء للعقیلی ج۲ص۱۵۰، العلل ومعرفة الرجال ج۲ص۱۸۸]

۲ دیگر محدثین نے بھی اس قول کو غیر کے بغیر اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔ مثلا دیکھیے [تاریخ الکبیر للبخاری ج۶ص۲۴۳ت۲۲۸۶، تهذيب الكمال للمزی ج۷ص۷۶، المعرفة التاريخ للفسوی ج۳ص۲۹۳، المنتخب من علل الخلال لابن قدامه رقم۲۴۴، شرح علل الكبير ج۲ص۸۳۵، وغیرہ]

نیز دورِ حاضر کے جید محقق شیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ صاحب نے بھی یہ قول غیر کے بغیر نقل کیا ہے۔ [مقالات ج۳ص۱۳۹ طبع ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد]

شیخ العرب والعجم علامہ بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: واضح ہو محدثین عظام نے حماد بن ابی سلیمان پر خاص طور پر اسکی ابراہیم نخعی سے روایت بیان کرنے میں کلام کیا ہے۔ [مقالات راشدیہ ج۳ص۴۰۶ نعمانی کتب خانہ لاہور]

معلوم ہوا کہ غیر کا اضافہ شاذ یا پھر وہم وسہو پر مبنی ہے، جو کہ کسی بھی صورت میں قبول نہیں

کیا جائیگا۔

تنبیہ (۱) بسا اوقات بعض ائمہ مختلطین کی بعد از اختلاط والی بعض روایات کی تصحیح کر دیتے ہیں، ان کی اس تصحیح سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کی اختلاط کے بعد والی روایات بھی مقبول ہیں، اصول حدیث وعلم رجال سے تعلق رکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ محدثین احادیث پر حکم لگاتے وقت تمام طرق کو سامنے رکھتے ہیں، جب ان کو معمولی ضعف والی سند کا کوئی صحیح متابع یا شاہد مل جاتا ہے تو وہ اس (ہلکے ضعف والی سند) پر بھی صحت کا حکم لگا دیتے ہیں کیونکہ معمولی ضعف ثقہ متابع وشاہد کے آجانے سے زائل ہو جاتا ہے، نیز اصولی دلائل کی بنا پر ائمہ کے حکم سے اختلاف بھی کیا جا سکتا ہے، ممکن ہے اس محدث سے حکم لگانے میں خطاء یا پھر تساہل ہو گیا ہو۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ کئی ائمہ نے متعدد ضعیف ومختلط بلکہ متروک وکذاب رواۃ کی روایت کی بھی غلطی یا تساہل کی بنا پر تصحیح کر دی ہے کیا ان کی اس تصحیح سے ان رواۃ کی توثیق کشید کرنا درست ہے؟؟ اگر جواب نفی میں ہے تو حماد کی اختلاط کے بعد والی بعض روایات کی تصحیح سے ان کی بعد از اختلاط والی روایات کی مقبولیت کا دعویٰ کرنا کہاں کا انصاف ہے؟

تنبیہ (۲) یہ بات برحق ہے کہ امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد حماد سے لوگ حلال وحرام کے مسائل دریافت کیا کرتے تھے لیکن اسی بنا پر بعض احباب کا ان کی بعد از اختلاط والی روایات کی مقبولیت کا دعویٰ کرنا عجیب وغریب ہے کیونکہ اس سے صرف حماد کا فقیہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور کسی راوی کا محض فقیہ ہونا اس کے ثقہ ہونے کو مستلزم نہیں ہوتا۔ مثلا مشہور راوی محمد بن عبد الرحمان بن ابی لیلی کی جمہور ائمہ حتی کہ علماء احناف نے بھی تضعیف کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔(تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے: نورالعینین فی اثبات رفع الیدین ص ۸۹ للشیخ الامام الحافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ طبع جدید)

جبکہ ان کا فقیہ ہونا مسلم ہے جیسا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (المتوفی ۲۴۱ھ) ان کی تضعیف کرنے کے بعد فرماتے ہیں: وکان فقہ ابن ابی لیلی احب الینا من حدیثہ۔

یعنی ان کی فقہ مجھے ان کی (بیان کردہ) حدیث سے زیادہ پسند ہے۔

[الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ص ت۱۷۳۹ طبع وسندہ صحیح]

کیا اسی بنا پر اسے ثقہ کہا جا سکتا ہے؟ حاشا وکلا؟

تنبیہ (۳) حماد کی ابراہیم نخعی سے اختلاط کے بعد والی روایات کی مقبولیت کے قائلین کا کہنا ہے کہ حماد، ابراہیم کی روایات کو لکھا کرتے تھے۔(الطبقات لابن سعد ج۶ ص ۲/۳۳۲) اس لئے اس کی ابراہیم سے مروی روایات اختلاط کے بعد بھی قبول کی جائیں گی، اس قول کی استنادی حیثیت سے قطع نظر ہو کر عرض ہے کہ اس میں اس بات کا قطعا تذکرہ نہیں کہ حماد کو ابراہیم نے لکھی ہوئی کتاب دی تھی یا وہ لکھی ہوئی روایات ہی بیان کرتے تھے، بلکہ اس سے صرف لکھنا ثابت ہوتا ہے، اگر ان کا محض لکھنا ہی روایات کی قبولیت کے لئے کسوٹی ہوتی تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اس کی ابراہیم سے بعد از اختلاط مروی روایات کو رد کرنے کی بجائے مقبولیت کا فتوی دیتے۔ فتدبر جدا

ہم تو یہی کہیں گے کہ امام احمد رحمہ اللہ کی وضاحت کے بعد اس طرح کی باتیں لائق التفات ہی نہیں ہیں، اور یہ بھی یاد رہے کہ حماد کی ابراہیم سے ہر روایت لکھی ہوئی یا بالواسطہ نہیں ہوتی، جیسا کہ حماد کے شاگرد امام شعبہ بن حجاج العتکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں نے ایک روایت حماد سے سنی اسے وہ ابراہیم نخعی سے بیان کر رہے تھے میں نے ان سے پوچھا کیا آپ نے یہ روایت ابراہیم نخعی سے براہ راست سنی ہے تو انہوں نے فرمایا نہیں بلکہ میں نے یہ روایت مغیرہ سے سنی ہے، پھر میں نے مغیرہ سے پوچھا کہ آپ نے یہ روایت ابراہیم نخعی سے سنی ہے؟ تو انہوں نے بھی فرمایا کہ میں نے ان سے نہیں سنی بلکہ میں نے منصور سے سنی ہے، پھر میں نے منصور سے پوچھا تو انہوں نے کہا میں نے یہ روایت حکم سے سنی ہے۔۔۔۔

[الکامل لابن عدی ج۳ص۲ت۴۱۳ وسندہ صحیح طبع دارالکتب العلمیۃ]

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حماد کی ابراہیم نخعی سے بیان کردہ ہر روایت نہ لکھی ہوئی ہوتی ہے اور نہ ہی بالواسطہ، بلکہ بسا اوقات ان کے درمیان تین یا چار واسطے بھی ہوتے ہیں۔

تنبیہ (۴) امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام پھیرنا بھی ثابت ہے، ان کے اس عمل سے ہمارے بعض دوستوں کا زیر بحث روایت کی تصحیح کشید کرنا غلط ہے کیونکہ راوی کا عمل اس کی روایت کی تصحیح کو مستلزم نہیں ہوتا، ادنیٰ طالب العلم ہونے کے ناطے ان احباب سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ اگر آپ کے اس اصول کو برحق تسلیم کیا جائے تو آپ ہی کے نزدیک کئی ضعیف (مردود) روایات کو صحیح کہنا لازم آتا ہے مثلا یہی راوی ابراہیم نخعی رحمہ اللہ عدم رفع الیدین کے بھی قائل وفاعل تھے۔

[مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۱۳ ح ۲۴۴۵ وسندہ صحیح]

اور انہی سے رفع الیدین نہ کرنے کی کئی (مرفوع وموقوف) روایات بھی مروی ہیں، کیا ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اس عمل کے پیش نظر ان سے مروی عدم رفع الیدین کی ضعیف روایات کو صحیح کہا جاسکتا ہے؟ حاشا و کلا

اس بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ اس روایت پر حماد کے اختلاط والا اعتراض برحق ہے، اور اس اعتراض کو غلط قرار دینا اصول محدثین سے واضح انحراف ہے۔

علت (۲) حماد بن ابی سلیمان کی تدلیس حماد مختلط ہونے کے ساتھ مدلس بھی ہیں، جیسا کہ امام ابوعبداللہ الحاکم رحمہ اللہ (المتوفی ۴۰۵ھ) فرماتے ہیں:

فَأَمَّا أهل الكوفة فمنهم من دَلَّسَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُدَلِّسْ وَقَدْ دَلَّسَ أَكْثَرُهُمْ وَالْمُدَلِّسُونَ عَنْهُمْ حَمَّادُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ وَغَيْرُهُمَا۔

یعنی اہل کوفہ میں سے بعض تدلیس کرتے ہیں اور بعض نہیں کرتے جبکہ ان کی اکثریت تدلیس کرتی ہے، حماد بن ابی سلیمان اور اسماعیل بن ابی خالد وغیرہ تدلیس کرنے والوں میں سے ہیں۔ [المدخل إلى كتاب الاكليل ص ۴۶ طبع دار الدعوة]

اور اسی طرح حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی ۸۵۲ھ) نے بھی انکو مدلسین میں ذکر کیا ہے۔

(طبقات المدلسین ص ۶۱ بتحقیق الشیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ طبع جدید)

مدلس کی عن والی روایت کا حکم:

مدلس کی غیر مصرح بالسماع (یعنی عن والی) روایت غیر صحیحین میں عدم متابعات وشواہد کی صورت میں ضعیف ہوتی ہے، چہ جائیکہ اس سے پوری زندگی میں صرف ایک دفعہ تدلیس کرنا

ثابت ہو۔ اس حوالے سے بعض ائمہ کی تصریحات ملاحظہ کیجئے:

اہل سنت کے مشہور ومعروف امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۰۴ھ) اپنی معروف زمانہ کتاب الرسالہ (جو کہ اصول حدیث واصول فقہ پر سب سے پہلی کتاب ہے) میں فرماتے ہیں: ومَن عرفناه دلَّس مرَّةً فقد أبان لنا عورته في روايته۔

یعنی جس شخص کے بارے میں ہمیں معلوم ہوجائے کہ اس نے صرف ایک دفعہ تدلیس کی ہے تو اس کا باطن اس کی روایت میں ظاہر ہوگیا۔

[الرسالة ص ۳۶۳ بتحقيق احمد شاكر طبع دار الارشاد]

مزید فرماتے ہیں: فقلنا: لا نقبل من مدلس حديثا حتى يقول فيه حدثني أو سمعت۔

پس ہم نے کہا کہ مدلس کی روایت قبول نہیں کریں گے یہاں تک کہ وہ حدثنی یا سمعت کہے (یعنی سماع کی تصریح کردے)

[الرسالة ص ۳۶۳ بتحقيق احمد شاكر طبع دار الارشاد]

امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی رحمہ اللہ (المتوفی ۳۵۴ھ) فرماتے ہیں:

فما لم يقل المدلس وإن كان ثقة: حدثني او سمعت فلا يجوز الاحتجاج بخبره، وهذا هو اصل ابي عبدالله محمد بن ادريس الشافعي رحمه الله ومن تبعه من شيوخنا۔

جب تک مدلس اگرچہ ثقہ ہو حدثنی یا سمعت نہ کہے (یعنی سماع کی صراحت نہ کرے) تو اس کی روایت سے حجت پکڑنا جائز نہیں ہے اور یہ امام ابوعبداللہ بن محمد بن ادریس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شافعی رحمہ اللہ کی اصل (بنیادی اصول) ہے اور ہمارے اساتذہ کا اصول ہے جنھوں نے اس (تدلیس کے مسئلے) میں ان کی اتباع (یعنی موافقت) کی ہے۔

[المجروحین ج ۱ ص ۹۲ ونسخۃ اخری ج ۱ ص ۸۶ طبع دار الفکر]

امام صاحب رحمہ اللہ کی اس تصریح سے معلوم ہوا کہ اس مسئلے میں امام شافعی رحمہ اللہ منفرد نہیں ہیں، بلکہ کئی ائمہ نے ان سے اتفاق کر رکھا ہے۔ والحمد للہ

امام صاحب ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

وأما المدلسون الذين هم ثقات وعدول فإنا لا نحتج بأخبارهم إلا ما بينوا السماع فيما رووا مثل الثوري والأعمش وأبي إسحاق وأضرابهم من الأئمة المتقين وأهل الورع في الدين لأنا متى قبلنا خبر مدلس لم يبين السماع فيه وإن كان ثقة لزمنا قبول المقاطيع والمراسيل كلها لأنه لا يدري لعل هذا المدلس دلس هذا الخبر عن ضعيف يهي الخبر بذكره إذا عرف اللهم إلا أن يكون المدلس يعلم أنه ما دلس قط إلا عن ثقة فإذا كان كذلك قبلت روايته وإن لم يبين السماع وهذا ليس في الدنيا إلا سفيان بن عيينة وحده فإنه كان يدلس ولا يدلس إلا عن ثقة متقن-

اور جو مدلسین ثقہ اور عادل ہیں تو ہم ان سے مروی ان روایات سے استدلال کرتے ہیں جن میں انہوں نے سماع کی تصریح کی ہے مثلاً (سفیان) ثوری، اعمش، ابو اسحاق اور ان جیسے دوسرے ائمہ متقین (ائمہ متقنین) اور دین میں پرہیزگاری والے امام، کیونکہ اگر ہم مدلس کی وہ روایت قبول کریں جس میں اس نے سماع کی تصریح نہیں کی اگرچہ وہ ثقہ تھا تو ہم

پر یہ لازم آتا ہے کہ ہم تمام منقطع اور مرسل روایات قبول کریں، کیونکہ یہ معلوم نہیں کہ ہوسکتا کہ اس مدلس نے اس روایت میں ضعیف سے تدلیس کی ہو، اگر اس کے بارے میں معلوم ہوتا تو روایت ضعیف ہوجاتی، سوائے اس کے کہ اللہ جانتا ہے، اگر مدلس کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ اس نے صرف ثقہ سے ہی تدلیس کی ہے اگر اس طرح ہے تو اس کی روایت مقبول ہے اور اگرچہ وہ سماع کی تصریح نہ کرے اور یہ بات ساری دنیا میں سفیان بن عیینہ اکیلے کے علاوہ کسی اور کے لئے ثابت نہیں ہے، کیونکہ وہ (سفیان) تدلیس کرتے تھے اور صرف ثقہ متقن سے ہی کرتے تھے۔

[صحیح ابن حبان ج ۱ ص ۱۶۱ طبع مؤسسۃ الرسالۃ]

امام صاحب رحمہ اللہ کا مذکورہ بیان امام شافعی رحمہ اللہ کے موقف کی ترجمانی کر رہا ہے، اور یہ بات سو فیصد صحیح ہے کہ امام شافعی اور امام ابن حبان رحمہما اللہ (سوائے ابن عیینہ کے) تمام مدلسین کے حکم میں متفق ہیں، کیونکہ امام ابن حبان ثقات سے تدلیس کرنے والے مدلس کی روایات کو قبول کرنے کے قائل تھے، اور ان کے نزدیک پوری دنیا میں صرف ثقات سے تدلیس کرنے والے تنہا سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تھے۔

امام ابوبکر احمد بن علي بن ثابت بن احمد بن مہدی الخطیب البغدادي رحمہ اللہ (المتوفی ۴۶۳ھ) اپنی اصول حدیث کی مستند ترین کتاب "الکفایۃ فی علم الروایۃ" میں فرماتے ہیں:

وقال آخرون خَبَرُ الْمُدَلِّسِ لَا يُقْبَلُ إِلَّا أَنْ يُورِدَهُ عَلَى وَجْهٍ مُبَيَّنٍ غَيْرِ مُحْتَمِلٍ لِلْإِيهَامِ فَإِنْ أَوْرَدَهُ عَلَى ذَلِكَ قُبِلَ وَهَذَا هُوَ الصَّحِيحُ عِنْدَنَا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی دوسرے ائمہ نے فرمایا مدلس کی حدیث مقبول نہیں ہوتی الا یہ کہ وہ وہم کے احتمال کے بغیر صریح طور پر سماع (سننے) کی صراحت کرے اگر وہ ایسا کرے تو اس کی روایت مقبول ہے اور ہمارے نزدیک یہی بات صحیح ہے۔

[الكفاية في علم الرواية ص ۳٦١ طبع المكتبة العلمية]

امام ابوعمرو عثمان بن عبدالرحمن۔ ابن الصلاح رحمہ اللہ (المتوفی ۶۴۳ھ) اصول حدیث کی شہرت یافتہ کتاب مقدمہ ابن الصلاح میں فرماتے ہیں:

وَالْحُكْمُ بِأَنَّهُ لَا يُقْبَلُ مِنَ الْمُدَلِّسِ حَتَّى يُبَيِّنَ قَدْ أَجْرَاهُ الشَّافِعِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيمَنْ عَرَفْنَاهُ دَلَّسَ مَرَّةً، وَاللهُ أَعْلَمُ۔

یعنی مدلس کی بغیر تصریح سماع والی روایت قبول نہ کی جائے، اسے امام شافعی رحمہ اللہ نے اس شخص کے بارے میں جاری کیا ہے جس نے ہمارے علم کے مطابق صرف ایک دفعہ تدلیس کی ہے۔

[مقدمة ابن الصلاح ص ۳۵ النوع الثانی عشر طبع فاروقی کتب خانہ ملتان]

امام ابوزکریا یحیی بن شرف الدین نووی رحمہ اللہ (المتوفی ۶۷۷ھ) فرماتے ہیں:

فما رواه بلفظ محتمل لم يبين فيه السماع فمرسل وما بينه فيه، كسمعت، وحدثنا، وأخبرنا وشبهها فمقبول محتج به،۔۔۔ وهذا الحكم جار فيمن دلس مرة۔

یعنی مدلس راوی ایسے لفظ سے روایت بیان کرے جس میں احتمال ہو اور سماع کی صراحت

نہ ہو تو مرسل ہے۔۔۔ اور یہ حکم اس راوی کے بارے میں جاری کیا جائیگا جو ایک دفعہ تدلیس کرے۔

[التقريب والتيسير لمعرفة سنن البشير النذير في اصول الحديث ص ۳۹ النوع الثانی عشر طبع دار الكتاب العربي]

مرسل روایت کے بارے میں امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثم المرسل حديث ضعيف عند جماهير المحدثين۔

یعنی مرسل حدیث جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

[التقريب ص ۳۵ طبع دار الكتاب العربي]

ائمہ دین رحمۃ اللہ علیہم کی ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ جس راوی کا مدلس ہونا ثابت ہو جائے تو اسکی غیر مصرح بالسماع روایات ضعیف تصور کی جائیں گی، الا یہ کہ اس راوی سے دوسری جگہ سماع کی تصریح ثابت ہو جائے، یا اس روایت کا صحیح متابع یا شاہد مل جائے، نیز صحیحین میں تدلیس مضر نہیں۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ یہی موقف جمہور ائمہ کا ہے جیسا کہ محقق الحدیث علامہ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

چوتھا موقف یہ ہے کہ ثقہ مدلس ہو اس کی جب تک تحدیث ثابت نہ ہو اس وقت تک اس کی روایت قابل قبول نہیں ہے۔ یہ موقف امام شافعی اور خطیب بغدادی رحمہما اللہ کا ہے اور اکثر اسی کو قبول کرتے ہیں۔

[ضوابط الجرح والتعديل ص ۸۴ طبع المدينه اسلامک ریسرچ سینٹر کراچی]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ اثری ﷾ کی اس تصریح کے بعد بھی بعض کا یہ کہنا کہ ہمیں دورِ رواں میں بھی کوئی مستند عالم دین ایسا نہیں ملتا جو امام شافعی کے موقف کا ہمنوا ہو اعجب العجب ہے۔

جہاں تک تعلق ہے حافظ ابن حجر ؒ کی بنائی ہوئی طبقاتی تقسیم کے قائلین کی بات کا کہ انہوں نے اس (حماد) کو طبقہ ثانیہ میں ذکر کیا ہے اور اس طبقہ کے مدلسین کی غیر مصرح بالسماع روایات بھی قبول کی جاتی ہیں تو عرض ہے کہ حافظ صاحب ؒ کی یہ بنائی ہوئی طبقاتی تقسیم جمہور محدثین کے وضع کردہ اصول سے متصادم ہونے کی وجہ سے ناقابل اعتبار ہے۔

نیز حافظ صاحب ؒ کی طبقاتی تقسیم سے ان کے زمانہ سے لیکر آج تک کے علماء نے اختلاف کررکھا ہے حتی ان کے طبقات سے اتفاق کے دعویدار بھی کئی مقامات پر متذبذب نظر آتے ہیں تفصیل کے طالب محدث العصر حافظ زبیر علی زئی ؒ کے مقالات کی طرف رجوع کریں۔

استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث حافظ عبدالمنان نورپوری ؒ سے مولانا رفیق طاہر ﷾ نے طبقات المدلسین کے بارے میں سوال کیا تو حافظ صاحب ؒ نے جواب میں فرمایا: اصل تو یہی ہے کہ روایت مردود ہوگی، طبقات تو بعد کی پیداوار ہیں۔ پہلے محدثین میں یہی طریق چلتا رہا ہے کہ سماع کی تصریح مل جائے یا متابعت ہو تو مقبول ورنہ مردود۔ یہ فلاں طبقہ ہے اور فلاں طبقہ اس کی کوئی ضرورت نہیں، یہ تو بعد کے علماء کی اپنی طبقات ہیں، یہ کوئی وزنی اور پکا اصول نہیں ہے۔

[سہ ماہی مجلہ المکرم گوجرانوالہ شمارہ ۱۳ ص ۳۷]

مزید فرماتے ہیں: جی ہاں یہی سیدھا اور پکا اصول ہے طبقات سے پہلے والے محدثین والا کہ مدلس کا عنعنہ مردود ہے۔[ایضا]

تنبیہ بلیغ بسا اوقات بعض ائمہ مدلسین کی بعض معنعنہ روایت کی تصحیح کر دیتے ہیں، ان کی اس تصحیح سے بعض اصحاب کا اس کی عن والی روایت کی مقبولیت کا دعوی کرنا تعجب خیز ہے۔ ہمارا ان احباب کی خدمت میں سوال ہے کہ آپ کے نزدیک بھی طبقہ ثانیہ سے اوپر والے مدلسین کی تدلیس مضر ہے تو ان کی بھی متعدد روایات کی ائمہ نے تصحیح کی ہے تو کیا آپ ان ائمہ کی تصحیح کی بنا پر ان کی عن والی روایت کو عدم متابعات کی صورت میں قبول کریں گے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں (فما جوابکم فھو جوابنا)

تو امام شافعی ؒ کا موقف ماننے والوں پر اس طرح کا اعتراض کیا معنی رکھتا ہے؟؟

تدلیس کے متعلق مزید معلومات کے لئے محدث العصر حافظ زبیر علی زئی ؒ کے پانچ مضامین:

1. التاسیس فی مسئلۃ التدلیس (مقالات ج ۱ ص ۲۵۱۔۲۹۰)
2. تدلیس اور محدثین کرام (مقالات ج ۳ ص ۲۱۸۔۲۲۳)
3. اصول حدیث اور مدلس کی عن والی روایت کا حکم (مقالات ج ۴ ص ۱۵۱۔۱۶۷)
4. امام شافعی اور مسئلہ تدلیس (مقالات ج ۴ ص ۱۶۸)
5. جمہور محدثین اور مسئلہ تدلیس (مقالات ج ۶ ص ۲۰۱۔۲۴۵)

اور ہمارے محبوب و مشفق شیخ مناظر اسلام ابوالاسجد صدیق رضاء ﷾ کے مضمون منہج المتقدمین یا منہج المعاصرین (ماہنامہ دعوت اہلحدیث شمارہ ۱۴۱، ۱۴۲) کا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مطالعہ مفید رہے گا۔ان شاء اللہ

آل تقلید کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ تدلیس کے متعلق اسی موقف کو اکابرین احناف نے بھی اپنایا ہے، اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف چار حوالے پیش خدمت ہیں۔

1 آل دیوبند کے امام سرفراز خان صفدر صاحب نے کہا: مدلس راوی عن سے روایت کرے تو وہ حجت نہیں، الا یہ کہ وہ تحدیث کرے یا اس کا کوئی ثقہ متابع ہو مگر یہ یاد رہے کہ صحیحین میں تدلیس مضر نہیں۔وہ دوسرے طرق سے سماع پر محمول ہے۔

[خزائن السنن ج ۱ ص ۱ طبع مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ]

2 جامعہ عمر بن خطاب ملتان کے شیخ الحدیث محمد یاسین صابر دیوبندی صاحب مسئلہ تدلیس پر بات کرتے ہوئے کہتے ہیں: تدلیس کی صورتیں واقسام مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) تدلیس الاسناد۔۔۔اس قسم کی مدلس حدیث مردود ہوتی ہے الا یہ کہ کہیں اس کے سماع کی تصریح ملجائے۔۔۔

(۲) تدلیس تسویہ۔۔۔سب سے بدترین قسم کی یہی تدلیس ہے۔۔۔

(۳) تدلیس الشیوخ۔۔۔اگر تدلیس کے کرنے کی غرض اختبار وامتحان ہو تو پھر جائز ہے ورنہ پہلے دونوں قسموں کی طرح یہ بھی ناجائز ہے۔

[الوردالطری ص ۸۱۔۸۲ مرتب عبداللطیف مدنی دیوبندی طبع مکتبہ عمر بن خطاب ملتان]

3 بریلوی مناظر غلام مصطفےٰ نوری صاحب سعید بن ابی عروبہ (مدلس طبقہ ثانیہ عند ابن حجر) کے بارے میں لکھتے ہیں: لیکن اس کی سند میں ایک تو سعید بن ابی عروبہ ہیں جو کہ ثقہ ہیں

لیکن مدلس ہیں اور یہ روایت بھی انہوں نے قتادہ سے لفظ عن کے ساتھ کی ہے اور جب مدلس عن کے ساتھ روایت کرے تو وہ حجت نہیں ہوتی۔

[ترک رفع الیدین ص ۴۲۵ طبع مکتبہ رضویہ فیصل آباد]

4 آل دیوبند کے مناظر اور فن مغالطہ کے امام ماسٹر امین اوکاڑوی لکھتے ہیں:۔۔۔ مدلس جو روایت عن سے کرے وہ منقطع ہوتی ہے۔

[تجلیات صفدر ج ۲ ص ۱۷۹ طبع مکتبہ امدادیہ ملتان]

علت:(۳) ابراہیم نخعی کی تدلیس

ابراہیم بن یزید نخعی رحمہ اللہ کو محدثین نے مدلس کہا ہے۔

(انظر التفصیل الفتح المبین ص ۵۱ طبع جدید)

اور اس روایت میں سماع کی تصریح بھی نہیں کی مسلم اصول ہے کہ مدلس کی معنعنہ روایت ضعیف ہوتی ہے۔کما قال شیخ العرب والعجم علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کسی روایت کی تضعیف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: تیسرا یہ کہ ابراہیم نخعی مدلس ہے کما فی طبقات المدلسین وابکار المنن (جلد اول صفحہ ۲۰۶) اور اس روایت کو اسود راوی سے عنعنہ کے ساتھ نقل کرتا ہے یعنی عن اسود کہا ہے اور مدلس راوی جب تک سماع (سننے) کی صراحت نہ کرے یعنی مثال کے طور پر حدثنی اور اخبرنی اور سمعت وغیرہ نہ کہے، تب تک اس کی حدیث ضعیف شمار ہوگی کما لا یخفی علی الماہر بالاصول۔

[ضرب الیدین علی منکری رفع الیدین ص ۳۳ طبع دار التقوی کراچی]

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ شیخ العرب والعجم رحمہ اللہ بھی ابراہیم نخعی کی تدلیس کو مضر سمجھتے تھے، اور اسی طرح علامہ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ نے بھی ابراہیم نخعی کی تدلیس کو مضر سمجھا ہے۔

[توضیح الکلام ص ۱۰۲۶ طبع ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد]

دلیل: (۲)

ابراہیم بن مسلم الہجری کہتے ہیں عبداللہ بن ابی اوفی نے ایک جنازے میں دائیں بائیں (دونوں طرف) سلام پھیرا اور فرمایا:

رائیت رسول اللہ ﷺ یصنع ھکذا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

[سنن الکبری للبیہقی ج ۱ ص ۷۱ ح ۱۹۸۸ طبع دارالکتب العلمیة]

تجزیہ:

اس کی سند بھی ضعیف ہے ضعف الروایہ کی دو علل ہیں۔

علت (۱) ابراہیم بن مسلم محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، بعض ائمہ کی جروح پیش خدمت ہیں۔

امام ابوحاتم محمد بن ادریس الرازی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۷۷ھ) فرماتے ہیں:

ابراھیم الھجري لیس بقوي لین الحدیث۔

[الجرح والتعدیل ج ۲ ص ۱۰۸ ت ۴۱۷ طبع دارالکتب العلمیة]

امام محمد بن سعد رحمہ اللہ (المتوفی ۲۳۰ھ) فرماتے ہیں:

وکان ضعیفا في الحدیث۔

[الطبقات الکبری ج ۶ ص ۳۴ طبع دار صادر ونسخة اخری ج ۶ ص ۳۳۱ ت ۲۵۲۹ طبع دارالکتب العلمیة]

امام المحدثین محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (المتوفی ۲۵۶ھ) نے ان کو ضعفاء میں ذکر کیا ہے۔

[کتاب الضعفاء ص ۱۳ ت ۱۰ بتحقیق الشیخ الحافظ زبیر علی زئی طبع مکتبہ اسلامیہ لاہور]

امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائي رحمہ اللہ (المتوفی ۳۰۳ھ) فرماتے ہیں:

ابراھیم بن مسلم الھجري ضعیف کوفي۔

[الضعفاء والمتروکون ص ۱۱ ت ۶ طبع مؤسسة الکتب الثقافیه]

امام ابواسحق ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۵۹ھ) فرماتے ہیں:

یضعف حدیثه۔ [احوال الرجال ص ۹۱ ت ۱۳۱ طبع مؤسسة الرسالة]

امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علي بن محمد الجوزي رحمہ اللہ (المتوفی ۵۹۷ھ) نے ان کو ضعیف اور متروک راویوں میں ذکر کے ان پر کی گئی ائمہ کی جروحات نقل کی ہیں۔

[الضعفاء والمتروکون ج ۱ ص طبع ۵۲ ت ۱۱۸ دارالکتب العلمیة]

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (المتوفی ۷۴۸ھ) ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: لکن ابراھیم بن مسلم ضعیف۔ ابراہیم بن مسلم ضعیف ہے۔

[تلخیص المستدرک ج ۱ ص ۷۴ طبع دارالکتب العلمیة مزید دیکھئے ص ۵۱۲]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اسی طرح ان کو ضعفاء میں بھی ذکر کیا ہے۔

[المغني في الضعفاء ج ۱ ص ۸ت ۱۷۵ بتحقیق نورالدین عتر]

امام ابوالفضل حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی رحمہ اللہ (المتوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

لین الحدیث رفع موقوفات۔

[تقریب التهذیب ج ۱ ص ۵۸ طبع دارالمعرفه]

اب بھی بعض دوستوں کا اسے معتبر کہنا تعجب خیز ہے۔

علت (۲) شریک بن عبداللہ القاضی (ثقہ قبل الاختلاط) کو ائمہ اسلام نے مدلس قرار دیا ہے۔

امام ابومحمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الأندلسی الظاہری رحمہ اللہ (المتوفی ۴۵۶ھ) فرماتے ہیں: وَھُوَ مُدَلِّسٌ۔

[المحلی ج ۱۰ ص ۱۶۱ طبع دارالفکر]

امام ابوالحسن ابن القطان الفاسی رحمہ اللہ (المتوفی ۶۲۸ھ) فرماتے ہیں:

وَھُوَ مُدَلِّس۔[بیان الوهم والإيهام في كتاب الأحكام ج ۳ ص ۵۳۴ طبع دارطيبه]

ایک اور روایت پر جرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَشریك مَشهُور بالتدلیس، وَھُوَلم یذکر السماع فِیهِ مَعَ ذٰلِك۔[ایضا]

علاوہ ازیں حافظ ابن حجر، امام علائی، امام ابوزرعہ، امام سیوطی وغیرہ نے بھی ان کو مدلسین میں ذکر کیا ہے۔

[ملاحظہ کیجئے الفتح المبین ص ۷۵]

اور اس روایت میں انہوں نے سماع (سننے) کی تصریح نہیں کی، جبکہ مدلس کی معنعنہ روایت ضعیف ہوتی ہے، جیسا کہ شیخ ارشاد الحق اثری صاحب ایک روایت کے متعلق فرماتے ہیں: اسنادہ ضعیف لان شریک القاضی مدلس کمافی التهذيب (ج ۴ ص ۳۳۷) وقدعننه۔[تحقيق مسند السراج ص ۳۳۵ ادارہ علوم اثریہ]

الزامی جواب: شریک علماء احناف کے نزدیک ضعیف ہے، جیسا کہ مشہور دیوبندی محمد بن علی نیموی کہتے ہیں: لیس بالقوی۔[آثار السنن ص ۲۱ ح ۳۲ طبع مکتبہ حبیبیہ رشیدیہ لاہور]

مولوی سرفراز خان صفدر صاحب لکھتے ہیں: لیکن اس روایت کا مرکزی راوی شریک ہے، امام بیہقی ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ اکثر محدثین اس سے احتجاج نہیں کرتے [جلد ۱۰ ص ۲۷۱] دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ یحیی قطان اس کی اشد تضعیف کرتے تھے [جلد ۶ ص ۱۳۶] عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث قابل قبول نہیں ہے جوزجانی اس کو سیئ الحفظ اور مضطرب الحدیث کہتے ہیں ابراہیم بن سعد کہتے ہیں کہ شریک نے چار سو احادیث میں غلطی کی ہے [میزان جلد ۱ ص ۴۴۴ وتھذیب جلد ۴ ص ۳۳۳} علامہ جزری لکھتے ہیں کہ ان کی حدیث مردود اور غیر مقبول ہے [توجیہ النظر ص ۲۵۳] حافظ ابن حجر اس کو کثیر الخطاء لکھتے ہیں۔[تقریب ص ۱۴۹]۔[احسن الکلام ص ۵۶۴ طبع مکتبہ صفدریہ]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اسی طرح امجد سعید دیوبندی نے لکھا ہے: ہم کہتے ہیں کہ قاضی شریک صرف متکلم فیہ نہیں بلکہ مردود اور غیر مقبول بھی ہے کیونکہ عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ "اس کی حدیث قابل قبول نہیں" اور جوزجانی اس کو سیّئ الحفظ اور مضطرب الحدیث کہتے ہیں ابراہیم بن سعد کہتے ہیں کہ شریک نے چارسو احادیث میں غلطی کی ہے۔۔۔[سیف حنفی ص ۱۱۶]

اور یہ بھی واضح رہے کہ محدث البانی رحمہ اللہ نے بھی اس راوی کی تضعیف کی ہے۔[ارواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبیل ج ۱ ص ۷۶ طبع المکتب الاسلامی] لہذا شیخ البانی رحمہ اللہ کے اصول کے مطابق بھی یہ روایت ان دو وجوہ (ابراہیم الہجری و شریک کے ضعف) کی بناء پر ضعیف ٹھہرتی ہے۔

فائدہ: صحیح بات یہ ہے کہ شریک کا شمار ثقہ رواۃ میں ہوتا ہے۔ البتہ آخری عمر میں ان کا حافظہ متغیر ہوگیا تھا اور ان کا مدلس ہونا بھی قطعی ہے، اس لئے ان کی وہی روایات مردود ہونگیں جو انہوں نے اختلاط کے بعد بیان کی ہوں یا تدلیس کی ہو اور یہ روایت ان کی تدلیس اور ابراہیم الہجری کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

دلیل نمبر (۳)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ: وَجَدْتُ فِي كِتَابِ أَبِي بِخَطِّهِ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ نَافِعٍ الْأَشْعَرِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَنَازَةٍ، فَسَلَّمَ، عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ۔

یعنی سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک میت پر نماز

پڑھی تو آپ ﷺ نے اپنے دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرا۔

[المعجم الاوسط ج ۳ ص ۴۰۰ ح ۳۴۳۷ طبع دار الفکر]

تجزیہ: یہ روایت بھی سند کے اعتبار سے ضعیف ہے، کیونکہ اس کی سند میں موجود راوی خالد بن نافع الاشعری کو محدثین نے ضعیف کہا ہے۔

امام ابوزرعہ عبداللہ بن عبدالکریم بن یزید الرازی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۶۴ھ) فرماتے ہیں: ضعیف الحدیث۔

[الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۲ ص ۳۵۰ ت ۱۶۰۴ طبع دار الکتب العلمیة]

امام ابوحاتم محمد بن ادریس الرازی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۷۷ھ) فرماتے ہیں:

شیخ، لیس بقوي، یکتب حدیثه۔

[الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۲ ص ۳۵۰ ت ۱۶۰۴ طبع دار الکتب العلمیة]

امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائي رحمہ اللہ (المتوفی ۳۰۳ھ) فرماتے ہیں:

ضعیف۔

[کتاب الضعفاء والمتروکین ص ۹۵ ت ۱۷۵ طبع مؤسسة الکتب الثقافیه]

امام ابواحمد عبداللہ بن عدی الجرجانی رحمہ اللہ (المتوفی ۳۶۵ھ) نے ان کو اپنی کتاب الکامل میں ذکر کرکے ان کے متعلق علماء کی جروح نقل کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[الكامل في ضعفاء الرجال ج ۳ ص ۴۵۶ ت ۵۸۸ طبع دار الكتب العلمية]

فائدہ: کوئی بھی مصنف بطورِ تائید کسی کی بات نقل کرے اور اس سے اختلاف نہ کرے تو مصنف کا بھی وہی موقف تصور کیا جائے گا، الا یہ کہ اس مصنف سے دوسرے کسی مقام پر اس کی تردید ثابت ہو جائے۔

مولوی سرفراز خان صفدر دیوبندی صاحب لکھتے ہیں: سوم جب کوئی مصنف کسی کا حوالہ اپنی تائید میں پیش کرتا ہے اور اس کے کسی حصہ سے اختلاف نہیں کرتا تو وہی مصنف کا نظریہ ہوتا ہے۔ [تفریح الخواطر ص ۱۹ طبع مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ]

امام ابو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي رحمہ اللہ (المتوفی ۵۹۷ھ) نے ان کو ضعیف اور متروک راویوں میں ذکر کیا ہے۔

[الضعفاء والمتروكون ج ۱ ص ۲۵ طبع دار الباز]

امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (المتوفی ۷۴۸ھ) نے بھی ان کو ضعیف راویوں میں ذکر کیا ہے۔ [المغني في ضعفاء الرجال ج ۱ ص ۲۰۷ طبع قديم]

امام ابو الفضل حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی رحمہ اللہ (المتوفی ۸۵۲ھ) کے نزدیک بھی یہ راوی ضعیف ہے۔ [لسان المیزان ج ۲ ص ۳۸۸ طبع بیروت]

اتنی جروحات کے مقابلے میں اکیلے امام ابن حبان رحمہ اللہ کی توثیق کی بناء پر اسے قابل اعتبار گردانا منصف مزاج لوگوں کی شان کے خلاف ہے۔

ضعیف+ضعیف=حسن لغیرہ کا مسئلہ

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اگرچہ یہ روایات ضعیف ہیں، لیکن تعددِ طرق کی بناء پر حسن لغیرہ بن جاتی ہیں، لیکن یہ دعویٰ دو وجوہ سے غلط ہے۔

اولاً یہ کہ مذکورہ اصول متقدمین ائمہ میں مروج نہ ہونے کی بناء پر نا قابل اعتبار ہے، ان (محدثین) کے نزدیک ضعیف روایت کی حیثیت کالعدم کی سی ہے، جیسا کہ امام ابن حبان رحمہ اللہ (المتوفی ۳۵۴ھ) فرماتے ہیں: من روى الضعيف ومن لم يروِ في الحكم سيان۔ جو شخص ضعیف روایت بیان کرے اور جس روایت کا وجود ہی نہ ہو وہ دونوں حکم میں برابر ہیں۔ [المجروحين لابن حبان ج ۱ ص ۳۲۸ طبع دار الفكر]

ثابت ہوا کہ محدثین کے نزدیک کہ ضعیف روایت کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے۔ نیز اس اصول کے غیر معتبر ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس اصول کا کوئی قاعدہ کلیہ وضابطہ نہیں ہے، اس اصول پر شدت سے عمل پیرا ایک ہندی مؤلف لکھتے ہیں: یاد رہے کہ متعدد ضعیف روایات کے اندر اگر ضعف ہلکا ہو تو اس بارے میں بھی کوئی قاعدہ کلیہ پیش کرنا درست نہیں ہے۔ [انوار البدر ص ۴۹ طبع مکتبہ بیت السلام]

اس حوالے سے مزید معلومات کے لیے محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کی مقالات (جلد ۴ اور ۵) کی طرف رجوع کریں، نیز شیخ حافظ ندیم ظہیر حفظہ اللہ کا مضمون مقالہ حسن لغیرہ پر ایک نظر۔ (مجلہ اشاعۃ الحدیث شمارہ ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹) اور شیخ حافظ ابو یحییٰ نور پوری حفظہ اللہ کا مضمون ضعیف+ضعیف=حسن کی حجیت؟ (السنہ شمارہ ۲۹، ۳۰، ۳۱) کا مطالعہ بھی مفید رہے گا۔ ان شاء اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثانیاً: جن اہل علم کے نزدیک یہ اصول برحق ہے ان کے اس اصول کے مطابق بھی جنازے میں دوطرف سلام والی روایات حسن لغیرہ بننے کی اہل نہیں ہیں، کیونکہ اس اصول کے قائلین کا فرمانا ہے کہ صحیح حدیث کے خلاف کئی ضعیف روایات ملکر بھی حسن لغیرہ نہیں بن سکتیں، جیسا کہ محقق اہلحدیث علامہ ارشادالحق اثری ﷾ کی زیر نگرانی اوران کی نظر ثانی وتقدیم سے شائع شدہ کتاب مقالات اثریہ میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے: تو یہ اصول تسلیم کرنا چاہیے کہ وہ حدیث حسن لغیرہ بننے کی اہل نہیں ہوتی جس کے مقابل اصح ترین روایات ہوں۔[مقالات اثریہ ص ۱۴۴ طبع ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد]

اور اسی طرح ہمارے فاضل دوست محترم عبدالرزاق صاحب ﷾ اپنے مضمون (عون الصبور علی حجیۃ الحسن المجبور) میں لکھتے ہیں: ویسے بھی ہم نے ابتداء میں لکھا تھا حسن لغیرہ وہ روایت بنتی ہے جو اپنے سے اقوی کے مخالف نہ ہو۔

[مجلہ دعوت اہلحدیث حیدرآباد شمارہ ۱۴۳ ص ۲۹]

اور یہ بات تو اسی اصول کے قائلین کے نزدیک بھی مسلم ہے کہ جنازے میں ایک طرف سلام کی احادیث دوطرف کی روایات کے مقابلہ میں اصح واقوی ہیں، معلوم ہوا کہ اس اصول کے قائلین کے موقف کے مطابق بھی دوطرف سلام والی احادیث حسن لغیرہ بننے کے قابل نہیں ہیں، نیز اسی اصول کے قائلین میں سے ہمارے قابل قدر دوست شیخ انور شاہ راشدی ﷾ کا بھی یہی موقف ہے جیسا کہ انہوں نے اسی کتاب کی تقریظ میں وضاحت فرمائی ہے۔

آثار تابعین کا جائزہ

جیسا کہ ہم گزشتہ سطور میں واضح کر چکے ہیں کہ نماز جنازہ میں دوطرف سلام پھیرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سنہری دور میں رائج نہ تھا، اور تابعین کے دور میں بھی ابراہیم نخعی کے علاوہ کسی سے بھی بسند صحیح ثابت نہیں ہے، اسی بنا پر علماء نے ایک طرف سلام پر اجماع کا دعوی کیا ہے، ذیل میں دونوں طرف سلام پھیرنے کے حق میں تابعین کے آثار کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

1 حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ حُرَيْثٍ، قَالَ: رَأَيْتُ عَامِرًا صَلَّى عَلَى جِنَازَةٍ، فَسَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ۔

یعنی عامر بن شراحیل شعبی ﷫ (تابعی) نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام پھیرتے تھے۔

[مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۹۱ ح ۱۱۵۰۳ طبع دارالفکر]

جائزہ: یہ اثر حریث بن ابی مطر کی وجہ سے ضعیف ہے، ان پر محدثین کی طرف سے کی گئی جروحات ملاحظہ کیجئے:

امام ابوحاتم محمد بن ادریس الرازی ﷫ (المتوفی ۲۷۷ھ) فرماتے ہیں: حريث بن أبي مطر ضعيف الحديث۔

[الجرح والتعديل ج ۳ ص ۲۶۴ ت ۱۱۷۹ طبع دار احياء التراث العربي]

امیر المؤمنین فی الحدیث امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری ﷫ (المتوفی ۲۵۶ھ) فرماتے ہیں: فِيهِ نظر۔

[تاريخ الكبير ج ۳ ص ۷۱ طبع دار الكتب العلميه]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری رحمہ اللہ کی اسی جرح (فیہ نظر) کے بارے میں سرفراز خان صفدر دیوبندی صاحب لکھتے ہیں: علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں کہ امام بخاری کی اصطلاح ہے کہ جب وہ کسی راوی کے بارے میں فیہ نظر کہتے ہیں تو وہ انتہائی درجہ کا کمزور اور ضعیف ہوتا ہے۔ (مقدمہ ص ۳۱۸)۔ [احسن الکلام ص ۵۵۲ طبع مکتبہ صفدریہ]

امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب بن النسائی رحمہ اللہ (المتوفی ۳۰۳ھ) فرماتے ہیں:

حُرَيث بن أبي مطر متروك الحديث۔

[کتاب الضعفاء والمتروکین ص ۲۹ ت ۱۲۰ طبع مؤسسۃ الکتب الثقافیہ]

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (المتوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں: ضعفوہ۔

[الکاشف ج ۱ ص ۳۱۸ ت ۹۸۴ طبع دار القبلۃ للثقافۃ الإسلامیۃ]

امام ابوالفضل حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی رحمہ اللہ (المتوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں: ضعیف۔

[تقریب التہذیب ج ۱ ص ۱۵۶ ت ۱۱۸۲ بتحقیق محمد عوامہ]

۲ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ مَزْيَدٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، «فَسَلَّمَ تَسْلِيمَةً أَوَّلُهَا عَنْ يَمِينِهِ وَآخِرُهَا عَنْ شِمَالِهِ»۔

[مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۹۱ ح ۱۱۴۹۷ طبع دار الفکر]

جائزہ: اس کی سند بھی ضعیف ہے، اس کی سند میں موجود راوی ابوہلال راسبی (محمد بن سلیم) عند المحدثین ضعیف ہے۔

امام ابوزرعہ عبداللہ بن عبدالکریم بن یزید الرازی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۶۴ھ) فرماتے ہیں: لین۔

[الجرح والتعدیل لابن حاتم ج ۷ ص ۲۷۴ طبع دار احیاء التراث العربي]

امیر المؤمنین فی الحدیث محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (المتوفی ۲۵۶ھ) نے ان کو ضعفاء میں ذکر کیا ہے۔

(کتاب الضعفاء ص ۱۰۰ ت ۳۳۴ بتحقیق الشیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ)

امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد الجوزی رحمہ اللہ (المتوفی ۵۹۷ھ) نے ان کو ضعیف اور متروک راویوں میں ذکر کیا ہے۔ [الضعفاء والمتروکون ج ۳ ص ۶۸ طبع دار الباز]

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (المتوفی ۷۴۸ھ) نے بھی ان کو ضعیف راویوں میں ذکر کیا ہے۔ [المغنی فی ضعفاء الرجال ج ۲ ص ۵۸۹ طبع قدیم]

۳ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، أَنَّهُ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَى الْجِنَازَةِ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ يَسَارِهِ۔

یعنی امام ابراہیم نخعی نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام پھیرتے تھے۔

[مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۹۱ ح ۱۱۴۹۷ وسندہ حسن طبع دار الفکر]

جائزہ: امام صاحب کا یہ عمل دو وجوہ سے مرجوح ہے (۱) ان کا یہ عمل نبی اکرم ﷺ و صحابہ کرام کے مخالف ہونے کی وجہ سے لائق التفات نہیں۔

(۲) ابراہیم نخعی رحمہ اللہ ہی نماز جنازہ میں ایک طرف سلام پھیرنا ثابت ہے۔ وہ فرماتے ہیں: تسلیم السہو والجنازۃ واحد۔ سہو اور جنازے کا ایک ہی سلام ہوتا ہے۔

[مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۴۸۲ ح ۴۴۵۶ طبع دار الفکر وسندہ صحیح]

نیز اصول اذا تعارضا تساقطا (تعارض کی صورت میں دونوں ساقط ہوجاتے ہیں) کے پیش نظر بھی ان کا دو طرف سلام والا عمل مرجوح قرار پاتا ہے۔ واللہ اعلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مدنی لائبریری
ابو الفتح قصوری
۰۳۲۲۳۲۲۱۷۳۲۹۳

خلاصۃ التحقیق:

اس پوری بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ نماز جنازہ میں ایک ہی طرف سلام پھیرنا مسنون ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ سے یہی طریقہ باسند صحیح مروی ہے، جبکہ دو طرف کی تمام روایات اصول محدثین کی روشنی میں ضعیف ہیں، اور اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظیم الشان جماعت کا عمل بھی ایک طرف سلام پر رہا ہے، جبکہ دو طرف سلام ایک بھی صحابی سے ثابت نہیں ہے، نیز تابعین عظام کا بھی ایک طرف سلام پر عمل رہا ہے، ان کی ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے علاوہ کسی نے بھی مخالفت نہیں کی، اور دیگر ائمہ میں سے بھی جمہور کا یہی موقف رہا ہے، بلکہ بعض ائمہ حدیث نے تو دو طرف سلام کی سخت مخالفت کر رکھی ہے جیسا کہ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (المتوفی ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں: مَنْ سَلَّمَ عَلَى الْجِنَازَةِ تَسْلِيمَتَيْنِ فَهُوَ جَاهِلٌ جاهل۔ یعنی جس نے نماز جنازہ میں دو سلام پھیرے وہ جاہل ہے جاہل ہے۔ [مسائل الإمام أحمد برواية أبي داود السجستاني ص ۲۱۸ طبع مكتبة ابن تيمية، مصر] اللہ تعالیٰ ہمیں حق قبول کرنے کی توفیق دے ریاء، ضد و تکبر سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔ آمین

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

كتبه:
ابو زبیر محمد ابراہیم ربانی
بدین
03070081939

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

اس کتابچے میں ہمارے تلمیذ رشید مولانا ابوزبیر محمد ابراہیم ربانی حفظہ اللہ نے اپنے موقف (نماز جنازہ میں سلام ایک طرف ہی ہے) کو دلائل سے مبرہن کیا ہے نہ صرف اس قدر بلکہ فریق ثانی کے موقف (نماز جنازہ میں سلام دو طرف ہے) کے دلائل ذکر کر کے جرح وتعدیل کے میزان میں ان کی حیثیت بھی واضح کر دی ہے۔

پیش نظر کتابچے میں قارئین کو رسول اللہ ﷺ کی احادیث، آثار و اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم اور اقوال تابعین عظام وسلف صالحین ملیں گے جن سے الم نشرح ہو رہا ہے کہ نماز جنازہ میں سلام ایک طرف ہی پھیرنا ہے، ساتھ میں اس موقف کی تائید میں معاصر علماء کرام کے اقوال بھی ذکر کر دیئے گئے ہیں۔ والحمد اللہ

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تحقیق کا ذوق رکھنے والے اور دلیل کے متلاشی احباب کے لئے نماز جنازہ میں سلام پھیرنے کے حوالے سے یہ کتاب ایک بہترین تحفہ ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ مولانا ابوزبیر محمد ابراہیم ربانی حفظہ اللہ فاضل المعہد السلفی کراچی کو اس بہترین کاوش پر جزائے خیر عطا فرمائے اور اس عظیم عمل صالح کو قبول عام بخشے اور ان کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین۔

کتبہ: ذوالفقار علی طاہر